نمبر ۱۱۷ | مورخہ ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۳۲ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۲۳ ذیقعدہ سنہ ۱۳۵۰ھ | جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم سے اچھی ہے۔ حضور کے حرم ثالث کو بچہ کی ولادت کے بعد کھانسی اور بخار کی تکلیف ہو گئی تھی۔ گو پہلے سے تخفیف ہے۔ مگر احباب صحتِ کاملہ کے لئے دعا فرمائیں ؎

نہایت افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ کہ ڈاکٹر فضل دین صاحب پنشنر ڈرگزی اسسٹنٹ سرجن جو نہایت مخلص اور پرانے احمدی تھے حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے اپنے وطن میں وفات پا گئے۔ جہاں سے نعش قادیان لائی گئی۔ جنازہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے پڑھایا۔ اور مرحوم مقبرہ بہشتی میں دفن کئے گئے۔ احباب دعائے مغفرت فرمائیں ؎

مسلمانانِ ریاست جموں و پونچھ کی دردناک مصیبتیں

جبر و تشدد کا فوراً سدباب ہونا چاہیئے

کئی دنوں سے ریاست جموں و کشمیر کے مختلف علاقوں سے ریاستی افسروں نیز پولیس اور ملٹری کے ملازموں کی طرف سے مسلمانوں پر نہایت ہی دردناک اور روح فرسا مظالم کرنے کی داستانیں موصول ہو رہی ہیں۔ جن کو پڑھ کر بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ امن قائم کرنے کے نام سے بیچارے مسلمانوں پر اس قدر تشدد اور جبر کیا جا رہا ہے۔ کہ جو حالات ہم تک پہنچے ہیں۔ ان کا عشر عشیر بھی انتہائی بربریت اور سفاکی کا ثبوت پیش کر رہا ہے۔ یہ تو سرکاری طور پر تسلیم کیا گیا ہے کہ ملٹری اور پولیس کے دیہاتوں میں جانے پر خوف کے مارے مسلمان اپنے

گھر بار چھوڑ کر جنگلوں میں بھاگ گئے۔ مگر یہ نہیں بتایا گیا۔ کہ خالی گھروں کو کس طرح تباہ و برباد کیا گیا۔ اور جو لوگ بھاگ نہ سکے۔ ان کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا۔ پھر جنگلوں میں پھر کر عورتوں اور مردوں پر کس طرح تشدد کیا گیا اور کیا جا رہا ہے۔

اسی طرح ریاست پونچھ میں بھی مسلمانوں کو شرمناک مظالم کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ عورتوں کی بے حرمتی۔ مردوں کی تباہ حالی۔ مال و جائداد کی تباہی کی عام خبریں موصول ہو رہی ہیں۔ نئے وزیر اعظم صاحب کو زمامِ حکومت سنبھالے اتنے دن ہو چکے ہیں۔ کہ اس وقت تک ہر قسم کے تشدد اور جبر کا سدباب ہو جانا چاہیئے تھا۔ مگر اب تو قطعاً اس میں توقف نہیں ہونا چاہئے۔

امریکہ میں تبلیغِ اسلام

تین ماہ میں ۴۴ نومسلمین داخلِ اسلام ہوئے

اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضل وکرم سے گزشتہ تین ماہ (اکتوبر تا دسمبر ۱۹۳۱ء) میں اعلائے کلمۃ اللہ کے بہت کثرت سے مواقع ملے۔ اور نہایت ایمان افزا کامیابی حاصل ہوئی۔ ذیل میں اختصار کے ساتھ رپورٹ پیش کی جاتی ہے:-

سیرۃ النبی پر لیکچر

اس عرصہ کا سب سے زیادہ مبارک کام سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوانح پر لیکچر ہے۔ امریکہ کی مختلف جماعتوں میں گیارہ کامیاب جلسے ہوئے۔ شکاگو کے جلسہ کے متعلق بااثر روزانہ اخبار Daily News میں میری تصویر کے ساتھ نہایت عمدہ نوٹ شائع ہوا ہے۔ اور Progressive Thinker نامی اخبار میں تقریر کے متعلق شاندار الفاظ میں تبصرہ کیا گیا:-

تبلیغی تقریریں

عرصہ زیر رپورٹ میں اعلیٰ طبقہ کے گوروں میں اس کثرت سے تقریروں کے مواقع ملے۔ کہ تفصیل تو درکنار۔ مختصر رپورٹ لکھنا بھی مشکل ہے۔ متعدد ایسی تقاریر ہوئیں۔ جن میں سامعین کی تعداد ہزارہا تک ہوتی تھی۔ تبلیغی ٹریکٹ تقریروں کے بعد بکثرت تقسیم کئے گئے اور سوالات کے بھی جواب دیئے گئے:-

اخبارات میں بہت کثرت سے لیکچروں کے متعلق نوٹ شائع ہوئے چنانچہ رسالہ مسلم سن رائز میں دس اخبارات کے اقتباسات دیئے گئے ہیں۔ عرصہ زیر رپورٹ میں Detroit Mich Grand Rapid St Luis Indianapolis and Gary Indiana. نامی شہروں کا تبلیغی سفر کیا گیا۔ بعض شہروں میں دو دو مرتبہ گیا:-

نومسلمین

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے عرصہ زیر رپورٹ میں چالیس کالے اور چار گورے داخلِ اسلام ہوئے۔ تقریباً ڈیڑھ سال قبل شکاگو میں ایک کالا میرے ہاتھ پر مسلمان ہوا تھا۔ کچھ عرصہ ہوا۔ کہ وہ Kansas City چلا گیا۔ اور تبلیغِ اسلام کا فرض سرانجام دیتا رہا۔ میں بذریعہ خط وکتابت ہدایات دیتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے کام میں برکت دی۔ وہ جماعت قائم کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اور حال ہی میں ۲۴ کس داخلِ اسلام ہوئے۔ اللھم زد فزد۔

عرصہ زیر رپورٹ میں دو دفعہ میں شہر Detroit گیا۔ اور بارہ آدمی حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے۔ میں تو تقریر اور تنظیم کر آتا ہوں۔ اور ہدایات دے آتا ہوں۔ وہاں کے احباب کی مساعی سے سعید الفطرت لوگ داخلِ اسلام ہوتے ہیں:-

جو چار گورے داخلِ اسلام ہوئے۔ ان میں سے ایک صاحب کا نام Robert hast Banclay ہے۔ ڈیڑھ سال کا عرصہ ہوا۔ ان کو میری ایک تقریر سننے کا موقعہ ملا۔ اس کے بعد ان سے دوستانہ تعلقات ہو گئے۔ اس عرصہ میں انہوں نے ہماری تمام انگریزی کتب کا مطالعہ کیا۔ رسالہ مسلم سن رائز کی بہت مدد کی۔ اور ہر پرچہ میں ان کا مضمون شائع ہوتا رہا۔ آدمی اعلیٰ تعلیم یافتہ اور بہت عمدہ مضمون نگار ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ نے ان کو قبولِ حق کی توفیق عطا کی۔ اسلامی نام احمد رشید رکھا گیا:-

Indianapolis میں ہماری جماعت حبشی لوگوں کی ہے۔ وہاں گزشتہ اکتوبر میں گیا۔ تو اتفاقاً ایک گورا معہ اپنی بیوی کے تقریر سننے کے لئے آیا۔ بعد تقریر اس نے بتایا۔ کہ تقریر کا اس پر بہت اچھا اثر ہوا ہے۔ مگر بہت سے سوالات قابلِ دریافت ہیں۔ اور مجھے اپنے گھر آنے کی دعوت دی۔ تاکہ وہاں گفتگو ہو سکے۔ اس وقت تو میں نہ جا سکا۔ لیکن ماہ دسمبر میں گیا۔ اور وہ پانچ گھنٹہ تک سوالات کرتے رہے۔ آخر میں کہا۔ کہ مجھ پر اسلام کی صداقت کھل گئی ہے۔ اگلے دن ہمارے جلسہ میں آیا۔ اور تقریر کی جس میں بتایا۔ کہ میں نے بہت سی مذہبی کتب کا مطالعہ کیا ہے۔ بائیبل کو بغور پڑھا ہے۔ مگر مجھے کبھی تسلی نہ ہوئی۔ میں تمام زندگی صداقت کا متلاشی رہا۔ اب مجھے اللہ تعالیٰ نے صداقت دی ہے۔ یہ کہکر داخلِ اسلام ہو گیا۔ تقریر کرتے وقت وہ رقت سے زار زار روتا رہا۔ جس کا اثر سامعین پر بھی بہت گہرا ہوا۔ دونوں میاں بیوی اسی وقت داخلِ اسلام ہو گئے۔

اسی طرح سے میں ماہ ستمبر میں جب شہر Grand Rapid. میں گیا تو وہاں ایک یورپین عورت میری تقریر سننے کے لئے آئی۔ اور پھر ملاقات کر کے سوالات کرتی رہی۔ صداقتِ اسلام کی قائل تو اسی وقت ہو گئی مگر بیعت نہیں کی تھی۔ اس دفعہ گیا۔ تو پہلی ملاقات میں ہی اس نے درخواست بیعت پیش کی:-

الغرض محسنِ حقیقی کے احسان سے اس ملک میں سعید روحیں نورِ اسلام سے منور ہو رہی ہیں۔ میں مخلصینِ سلسلہ کی خدمت میں باادب ملتجی ہوں۔ کہ وہ بالالتزام دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو حقیقی ایمان و استقامت عطا کرے۔ اللہ تعالیٰ خود ہی ان کی تربیت کرے اور خدامِ اسلام بنائے۔

رسالہ مسلم سن رائز کی اشاعت

عرصہ زیر رپورٹ میں اللہ تعالیٰ نے توفیق دی۔ کہ رسالہ مسلم سن رائز پھر شائع کر سکوں۔ میں احباب کرام کی خدمت میں اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ رسالہ مسلم سن رائز کوئی معمولی چیز نہیں۔ قلیل عرصہ میں اس نے تمام دنیا سے خراجِ تحسین حاصل کر لیا ہے۔ اور امریکہ کے طول و عرض میں بلکہ دوسرے ممالک میں بھی اسلام کی تبلیغ ہو رہی ہے۔ مگر ہندوستان کے احباب نے اس کی اشاعت کی طرف بہت کم توجہ کی ہے۔ یہ ایک ایسا کام ہے۔ جو بہت اخراجات چاہتا ہے۔ میں نے خطرناک مالی مشکلات کے باوجود اسے جاری کیا۔ اور اب تک چلایا۔ اگر مجھے کثرت سے خریدار نہ ملیں۔ تو اسے جاری رکھنا ناممکن ہوگا۔ سو میں اس ملک میں اسلام کی تبلیغ کے لئے تڑپ اور درد رکھنے والے احباب کی خدمت میں نہایت الحاح سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ آپ جلد سے جلد خود رسالہ کے خریدار بنیں۔ اور دوسروں کو بھی خریدار بنائیں۔

امریکہ کی احمدی جماعتیں

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے امریکہ کی مختلف احمدی جماعتیں قابلِ قدر جوش و اخلاص سے خدمتِ اسلام کر رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے کاموں میں برکت دے:-

اس ملک میں خطرناک مالی مشکلات ہیں۔ اس لئے کام کو بہت نقصان پہنچ رہا ہے۔ مخلصینِ سلسلہ سے عاجزانہ درخواست ہے۔ کہ وہ ہمارے معافیٔ ذنوب۔ حلِ مشکلات اور خدمتِ دین میں کامیابی کے لئے بالالتزام دردِ دل سے دعا کریں:-

خاکسار مطیع الرحمٰن بنگالی۔ عفا اللہ عنہ۔

وی۔ پی "الفضل" کے

میں نے ان خریداران الفضل کی فہرست چھاپی تھی۔ جن کا چندہ الفضل ۱۵۔ مارچ سے ۱۵۔ اپریل تک کسی تاریخ کو ختم ہوتا ہے۔

اس فہرستِ اسماء کے لئے نمبر ۱۱۱ و ۱۱۳۔ ملاحظہ ہو۔ مجلس مشاورت کے بہت کم خریداروں نے چندہ ادا فرمایا ہے۔ اس لئے اب دوبارہ اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ چھ اپریل کو الفضل کے وی۔ پی بھیجے جائیں گے۔ اگر آپ ۵؍ زائد خرچ سے بچنا چاہیں تو بذریعہ منی آرڈر اس سے قبل قیمت بھیجدیں۔ منیجر الفضل

ایک نومسلم کا دردناک قتل

راجوری سے آمدہ اطلاعات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ایک شخص شیخ نور محمد جو عرصہ دس سال سے مسلمان ہو چکا تھا متصل تہور لوہاں مقتول اور مقطوع الاعضا پایا گیا۔ معلوم ہوتا ہے۔ یہ قتل کسی خاص سازش کا نتیجہ ہے ذمہ وار افسروں کو پوری سرگرمی کے ساتھ تحقیقات کرنی چاہیئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۱۷ — قادیان دارالامان مورخہ ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۳۲ء — جلد ۱۹

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھُوَ النَّاصِرُ

سید محمد شریف صاحب کے اشتہار مباہلہ نمبر ۳ کا جواب

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے قلم سے

میں نے جب اشتہار مباہلہ نمبر ۲ شائع کیا تھا۔ تو میرا خیال تھا کہ میں نے اپنے نقطۂ نگاہ کو اس قدر واضح کر دیا ہے۔ کہ اب غالباً سید محمد شریف صاحب امیر جماعت اہل حدیث صوبہ پنجاب کو میری پیش کردہ تجویز کے مطابق مباہلہ کرنے میں کوئی عذر نہ ہوگا۔ لیکن افسوس کہ میرا خیال غلط نکلا۔ اور سید صاحب موصوف کی طرف سے ایک تیسرا اشتہار نکلا جس میں ایسے رنگ میں بحث کی گئی ہے جو ان کے پہلے اشتہاروں کے خلاف ہے۔ مگر مجھے سید صاحب پر حسن ظنی ہے۔ اور میں اب بھی خیال کرتا ہوں۔ کہ وہ فروعی غیر ضروری بحث کو چھوڑ کر مباہلہ کے انعقاد کے لئے راستہ کھول دیں گے۔

تاخیر جواب کی وجہ

مجھے افسوس ہے۔ کہ میں ایک لمبے عرصہ کے بعد ان کے اشتہار کا جواب لکھ رہا ہوں لیکن اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ شروع میں میں بہت بیمار رہا اور بعد میں شوریٰ کے متعلق بعض ایسے ضروری کاموں میں مشغول رہا۔ کہ میں ڈرتا تھا۔ کہ شاید فوراً مباہلہ کے لئے وقت نہ نکال سکوں۔ اور اس سے غلط فہمی پیدا ہو کہ میں گویا مباہلہ سے گریز کرتا ہوں۔ لیکن اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے ان کاموں سے ایک حد تک فراغت ہو گئی ہے۔ اس لئے اب جواب شائع کر رہا ہوں۔

دو اہم سوال

سید صاحب نے اس امر کو منظور کر لیا ہے۔ کہ ان کے اور میرے نمائندے مل کر تاریخ اور مقام مباہلہ کا فیصلہ کر لیں۔ سو اس کے متعلق مجھے کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ اب دو سوال رہ جاتے ہیں۔ اور وہ دو سوال میرے نزدیک نہایت اہم ہیں۔ اول مباہلہ سے پہلے فریقین کا اپنے معتقدات اور ان کے دلائل کو بیان کرنا۔ اور دوسرے ہر ایک فریق کے ساتھ ایک جماعت کا مباہلہ میں شامل ہونا۔

میں نے گزشتہ اشتہار میں ثابت کیا تھا۔ کہ یہ دونوں باتیں قرآن کریم اور حدیث سے ثابت ہیں۔ اور مباہلہ کے نتائج کو زیادہ واضح کرنے کے لئے ان کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ سید صاحب نے ان دونوں باتوں سے اپنے تازہ اشتہار میں بھی انکار کیا ہے۔ بلکہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ یہ دونوں امر غیر ضروری ہی نہیں۔ خلاف سنت ہیں۔

نقطۂ نگاہ میں فرق

میں سمجھتا ہوں۔ کہ میرے اور ان کے نقطۂ نگاہ میں فرق ہونے کی وجہ سے یہ سب طوالت پیدا ہو رہی ہے۔ اور سید صاحب دانستہ ایسا نہیں کر رہے۔ میرا نقطۂ نگاہ یہ ہے۔ کہ قرآن کریم محفوظ اور اصل جڑ کے طور پر ہے۔ اور احادیث خواہ انسانوں نے اپنی پوری کوشش سے ان کی تصحیح کی ہو۔ قرآن کریم پر حاکم نہیں ہیں۔ بلکہ اگر الفاظ قرآنیہ کے خلاف ہوں۔ گو ظاہراً انہیں کس قدر بھی صحت کا مقام حاصل ہو۔ قرآن کریم کو مقدم کرنا پڑے گا۔ اور احادیث کو اس کے تابع کرنا ہوگا۔ سید صاحب کا نقطۂ نگاہ میں یہ سمجھتا ہوں۔ کہ قرآن کریم کے الفاظ سے خواہ کچھ نکلتا ہو۔ اگر حدیث میں ایک مضمون آ گیا ہو۔ تو قرآن کریم کے الفاظ کی تفسیر حدیث کے مطابق کرنی ہوگی۔ میں اس بحث میں نہیں پڑتا۔ کہ کونسا نقطۂ نگاہ صحیح ہے۔ کیونکہ یہ ایک نہ ختم ہونے والی بحث شروع ہو جائے گی۔ اور ہم اصل مضمون سے دور جا پڑیں گے۔

درمیانی راہ

پس میں ایک درمیانی راہ پیش کرتا ہوں۔ جو یہ ہے۔ کہ خواہ حدیث کو تفسیر میں مقدم درجہ دیا جائے۔ تو بھی اس امر کے تسلیم کرنے میں تو کسی کو کوئی عذر نہ ہوگا۔ کہ اگر حدیث الفاظ قرآنی کے مخالف نہ ہو۔ اور الفاظ قرآنی سے لغت عرب کے قواعد کے مطابق حدیث کے بیان کردہ مضمون سے بعض زائد باتیں نکلتی ہوں۔ تو ان زائد باتوں کو تسلیم کرنا حدیث کے خلاف عمل کرنا نہیں کہلائے گا۔

مباہلہ سے قبل فریقین کا اپنے اپنے دلائل بیان کرنا

اس اصل کے ماتحت سید صاحب اگر غور کریں گے۔ تو دونوں سوال حل ہو جائیں گے۔ مثلاً پہلا سوال یہ ہے۔ کہ مباہلہ سے پہلے دونوں فریق اپنے دلائل بیان کریں۔ اور دلائل سننے کے بعد اگر دونوں فریق مباہلہ کرنا چاہتے ہوں۔ تو مباہلہ ہو۔ سید صاحب کے نزدیک حدیثوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وفد نجران کے مدینہ پہنچنے کے بعد آیت مباہلہ نازل ہوئی ہے۔ اور اس کے بعد کوئی بحث رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں کی۔ بلکہ وفد نجران کو مباہلہ کا چیلنج دے دیا۔ میں بحث کی خاطر تسلیم کر لیتا ہوں۔ کہ ایسا ہی ہوا۔ مگر میں کہتا ہوں۔ کہ اگر ایسا بھی ہوا ہو۔ تب بھی قبل مباہلہ بحث کی نفی ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ اصل غرض حکم الٰہی کی یہ ہے۔ کہ مباہلہ کے معاً پہلے فریقین ایک دوسرے کے دلائل سن چکے ہوں۔ تاکہ آخری وقت ایک دوسرے پر اتمام حجت ہو جائے۔ اب یہ تو سید صاحب کو تسلیم ہے۔ کہ مباہلہ کے چیلنج سے معاً پہلے مباہلہ کے فریقین میں پوری طرح تبادلۂ خیالات ہو چکا تھا۔ پس اصل غرض پوری ہو گئی۔ لیکن مجوزہ مباہلہ سے پہلے کوئی ایسی گفتگو چونکہ فریقین میں نہ ہو چکی ہوگی۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ اس کی صورت بھی نکالی جائے جس کے لئے میں زور دے رہا ہوں۔

سید صاحب فرماتے ہیں۔ کہ اس سے پہلے کافی مباحثات ہو چکے ہیں بلکہ مباہلہ سے پہلے بٹالہ میں بھی مباحثہ ہو چکا تھا۔ لیکن یہ جواب درست نہیں۔ اس لئے کہ اس سے پہلے جو کچھ ہو چکا ہے۔ وہ دوسرے لوگوں کے درمیان ہوا ہے۔ نہ کہ مباہلہ کے رؤسا کے درمیان۔ مجھے اور سید صاحب کو ایک دوسرے کے سامنے تبادلۂ خیالات کا موقعہ اس طرح نہیں ملا جس طرح کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور وفد نجران کو ملا تھا۔ پس ضروری ہے کہ ہم دونوں بوجہ اصل مباہلین ہونے کے مباہلہ سے پہلے اپنے اپنے دلائل سے ایک دوسرے کو واقف اور آگاہ کر دیں۔ تاکہ پوری طرح اتمام حجت ہو جائے۔

آیت مباہلہ کے بعد تبادلۂ خیالات کا ثبوت

میں نے اوپر جو کچھ لکھا ہے۔ اس امر کو فرض کر کے لکھا ہے کہ سید صاحب کا یہ دعویٰ صحیح ہے۔ کہ آیت مباہلہ کے بعد رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور وفد نجران کے درمیان کوئی مباحثہ نہیں ہوا۔ مگر حق یہ ہے۔ کہ آیت مباہلہ کے بعد تبادلۂ خیالات کا ہونا تاریخ و حدیث سے ثابت ہے۔ چنانچہ ابن جریر رضؓ ابن اسحٰق رضؓ اور ابن منذر رضؓ کی روایت محمدؓ بن جعفر بن الزبیرؓ سے تفسیر دُرِّ منثور میں درج ہے۔ کہ وفد نجران جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا۔ تو انہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ ہم پہلے سے اسلام لا چکے ہیں۔ یعنی مسیح کو مان چکے ہیں

اس پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تم جھوٹے ہو۔ تمہیں اسلام لانے سے ابنیت کا عقیدہ۔ اور عبادتِ صلیب اور خنزیر کے گوشت کا کھانا روک رہا ہے۔ اس کے جواب میں مسیحیوں نے کہا۔ کہ آپ یہ فرمایئے۔ کہ مسیح کا باپ کون تھا۔ آپ یہ سُنکر خاموش ہو گئے۔ اور سورۂ آل عمران کی ۸۰ سے کچھ اُوپر آیتیں نازل ہوئیں۔

اسی مضمون کی روایت ابن اسحٰق رضؓ نے محمدؓ بن سہل رضؓ ابن ابی امامہ رضؓ سے بھی نقل کی ہے۔ اور بیہقی نے دلائل میں بھی اسی قسم کی روایت نقل کی ہے (اس مضمون کی اور بھی کئی روایات ہیں)

اب سید صاحب قرآن کریم کو نکال کر دیکھیں۔ تو انہیں معلوم ہوگا۔ کہ آیت مباہلہ اکسٹھویں۶۱ آیت ہے۔ جس سے معلوم ہُوا۔ کہ آیت مباہلہ وفد نجران کی آمد کے پہلے دن ہی اور بحث ہونے سے پہلے ہی نازل ہو چکی تھی۔ چنانچہ جو دلائل بحث میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیئے ہیں۔ وُہ وہی ہیں۔ جو سُورۂ آل عمران کی ابتدائی آیتوں میں بیان ہوئے ہیں۔ اور چونکہ دوسری روایات سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ وفد نجران نے دو۲ دن مباحثہ کیا۔ اور تیسرے دن مباہلہ کے لیئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔ پس معلوم ہُوا۔ کہ اکثر حصہ بحث کا آیت مباہلہ کے نزول کے بعد اور اُس کے منشاء کو پورا کرنے کے لئے تھا۔ لیکن جب نصاریٰ نے حق کو تسلیم نہ کیا۔ تو انہیں مباہلہ کا چیلنج دیا گیا۔

اس امر کی مزید تائید کہ آیت کے نزول کے بعد بھی مباحثہ ہوتا رہا۔ اس سے بھی ہوتی ہے۔ کہ ابن جریر رضؓ نے ابن عباس رضؓ سے اور ابن جریر رضؓ اور عبدؓ بن حمید رضؓ نے قتادہ رضؓ سے اور ابن جریر رضؓ نے سدی رضؓ سے روایت کی ہے۔ کہ وفد نجران نے جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت مسیحؑ کے باپ کے متعلق سوال کیا تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ (در منثور) اور اس آیت کے نزول کے بعد آپ نے نصاریٰ کے سوالات کے جواب دیئے۔

اب چونکہ ان روایات سے جو میں پہلے نقل کر چکا ہُوں۔ یہ ثابت ہے۔ کہ یہ آیت اور آیت مباہلہ اکٹھی نازل ہوئی ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ آیت مباہلہ کے نزول کے بعد کم سے کم مسیح کے ابن اللہ ہونے کے متعلق ضرور مباحثہ ہُوا ہے۔ اور یہی اصل مابہ النزاع نصاریٰ اور مسلمانوں میں ہے۔

علاوہ ازیں جو تفاصیل نصاریٰ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے درمیان بحث کی احادیث میں آتی ہیں۔ ان کا مضمون بھی سُورۂ آل عمران کی ابتدائی آیات کے بالکل مطابق ہے جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ مباحثہ کا بیشتر حصہ ان آیات کے نزول کے بعد واقعہ ہُوا ہے۔

الغرض احادیث سے ہرگز یہ ثابت نہیں۔ کہ آیت مباہلہ کے نزول کے بعد مباحثہ واقع نہیں ہُوا۔ بلکہ جیسا کہ اُوپر میں نے لکھا ہے۔ یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ ان آیات کے نزول کے بعد مباحثہ ہوتا رہا۔ یہ آیات پہلے دن نازل ہوئیں۔ اور مباہلہ کا چیلنج دوسرے دن شام کو دیا گیا ہے۔ اور اگر یہ تسلیم بھی کیا جائے۔ کہ ان آیات کے بعد مباحثہ نہیں ہُوا۔ تب بھی یہ امر یقیناً ثابت ہے۔ کہ مباہلہ سے معاً پہلے وفد نجران سے مباحثہ ہُوا۔ پس اس امر کو تسلیم کر کے بھی نتیجہ یہی نکلے گا۔ کہ مباہلہ سے پہلے مباحثہ ضروری ہے۔ اور نیز یہ نتیجہ نکلے گا۔ کہ چونکہ مباحثہ ہو رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب کافی مباحثہ ہو چکا ہے۔ اب مباہلہ کرو۔ اور آئندہ کے لئے یہی حکم سمجھنا پڑے گا۔ کہ جس وقت دو فریق میں مباحثہ کے باوجود فیصلہ نہ ہو سکے۔ تو اس کے معاً بعد مباہلہ ہونا چاہیئے۔

بانیٔ سلسلۂ احمدیہ کا مولوی عبدالحق غزنوی سے مباہلہ

سید صاحب نے لکھا ہے۔ کہ اگر مباہلہ سے پہلے مباحثہ ضروری ہے۔ تو بانیٔ سلسلۂ احمدیہ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے کیوں مولوی عبدالحق صاحب غزنوی سے مباہلہ سے پہلے مباحثہ نہ کیا۔ سو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اس بارہ میں جو میرا عقیدہ ہے۔ وُہی بانیٔ سلسلۂ احمدیہ کا تھا۔ چنانچہ آپؑ ازالہ اوہام میں مولوی عبدالحق صاحب کا ذکر کر کے تحریر فرماتے ہیں:۔ کہ

"مباہلہ میں یہ بھی ضروری ہوتا ہے۔ کہ اول ازالۂ شبہات کیا جائے۔ بجز اس صورت کے کاذب قرار دینے میں کوئی تامل اور شُبہ کی جگہ باقی نہ ہو۔ لیکن میاں عبدالحق بحث مباحثہ کا تو نام تک بھی نہیں لیتے" (ازالہ اوہام صہ ۶۳۹)

شبہ اور تامل کے ازالہ کی تعریف بھی آپؑ نے خود ہی کر دی ہے اور وُہ یہ کہ جب الہام الٰہی سے کسی سوال کی حقیقت معلوم ہو جائے۔ چنانچہ اشتہار مباہلہ مقابل مولوی عبدالحق صاحب مورخہ ۱۲ اپریل ۱۸۹۱ء میں آپؑ نے اس امر کو بیان فرمایا ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ نے الہام سے آنحضرت صلعم کو مسیح علیہ السلام کی حقیقت سے آگاہ کر دیا۔ تب مباہلہ کا چیلنج دیا۔

اب رہا یہ سوال۔ کہ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیوں مولوی عبدالحق صاحب سے بغیر مباحثہ کے مُباہلہ کیا۔ تو اس کا جواب میں اگلے سوال کے ساتھ ملا کر اکٹھا دُوں گا۔

مباہلہ میں ایک جماعت کی شمولیت چاہیئے۔

میری تیسری شرط کہ مُباہلہ میں دونوں طرف سے جماعتیں ہونی چاہئیں۔ اس کے متعلق ایک تو سید صاحب یہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ ضروری ہے۔ تو کیوں بانیٔ سلسلۂ احمدیہ نے مولوی عبدالحق صاحب سے اکیلے مباہلہ کیا۔ اور دوسرے یہ کہ مباہلہ میں فریقین کے ساتھ جماعت کا شمولیت احادیث سے ثابت نہیں۔

پہلے امر کا جواب یہ ہے۔ کہ مباہلہ میں دونوں طرف سے جماعت ہونے کے متعلق بھی بانیٔ سلسلۂ احمدیہ کا وُہی عقیدہ تھا۔ جو میں نے بیان کیا ہے۔ مولوی عبدالحق صاحب کو ہی مخاطب فرما کر آپؑ اپنے اشتہار مورخہ ۱۲۔ اپریل ۱۸۹۱ء میں فرماتے ہیں:۔

"نیز آیات موصوفہ بالا سے یہ بھی ظاہر ہے کہ مسنون طریقہ مباہلہ کا یہی ہے کہ دونوں طرف سے جماعتیں حاضر ہوں۔ اگر جماعت سے کسی کو بے نیازی حاصل ہوتی۔ تو اس کے اول مستحق ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ یہ کیا انصاف کی بات ہے۔ جو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مباہلہ کے لئے جماعت کے محتاج ٹھیرائے جائیں اور میاں عبدالحق اکیلے کافی ہوں"

پھر فرماتے ہیں۔ کہ" اب ناظرین یہ یاد رکھیں۔ کہ جب تک یہ تمام شرائط نہ پائے جائیں۔ تو عند الشرع مباہلہ ہرگز درست نہیں"

مولوی عبدالحق صاحب سے مسنون مباہلہ نہیں کیا گیا

اب رہا یہ سوال کہ اس عقیدہ کے باوجود آپ نے مولوی عبدالحق صاحب سے اکیلے مباہلہ کیوں کیا؟ سو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ آپ نے ایسا ہرگز نہیں کیا۔ چنانچہ آپ کے آخری اشتہار میں لکھا ہے:۔

"اے برادرانِ اہلِ اسلام! کل دہم ذیقعدہ روز شنبہ کو بمقام مندرجہ عنوان میاں عبدالحق غزنوی اور بعض دیگر علماء جیسا کہ انہوں نے وعدہ کیا ہے۔ اس عاجز سے اس بابت پر مباہلہ کریں گے۔ کہ وُہ لوگ اس عاجز کو کافر اور دجال اور بے دین اور دشمن اللہ جل شانہ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا سمجھتے ہیں" الخ

اس سے ظاہر ہے۔ کہ آپ کو یہ یقین دلایا گیا تھا۔ کہ اس وقت ایک جماعت علماء کی مولوی عبدالحق صاحب کے ساتھ ہوگی۔ اب رہا یہ سوال کہ آپ نے جو مقابلہ مولوی عبدالحق صاحب سے کیا۔ وُہ کیا مباہلہ نہ تھا۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ وُہ مسنون مباہلہ نہ تھا۔ بلکہ ایک دُعا برنگ مباہلہ تھی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو الفاظ اس دعا کے اس مقابلہ کے ہونے سے بھی پہلے شائع کیے تھے۔ وُہ یہ ہیں:۔

"میں یہ دُعا کرونگا۔ کہ جس قدر میری تالیفات ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی خدا اور رسول صلعم کے فرمودہ کے مخالف نہیں ہیں۔ اور نہ میں کافر ہوں اور اگر میری کتابیں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ سے مخالف اور کفر سے بھری ہوئی ہیں۔ تو خدا تعالیٰ وُہ لعنت اور عذاب میرے پر نازل کرے۔ جو ابتدائے دُنیا سے آجتک کسی کافر بے ایمان پر نہ کی ہو" (اشتہار ۹۔ ذیقعدہ [illegible])

اس دُعا کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ آپؑ نے مولوی عبدالحق صاحب کے لئے یا جو جھوٹا ہو۔ اس کے لئے بد دعا کا اعلان نہیں کیا۔ بلکہ صرف اپنے جھوٹا ہونے کی صورت میں اپنے لئے بد دعا کرنے کا اعلان کیا تھا۔ یہ تو قبل از وقت کا اعلان تھا۔ جو عملاً ہُوا۔ اس کی حقیقت "حقیقۃ الوحی" کے اس حوالہ سے ظاہر ہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔ "بہرحال مباہلہ میں جو اس نے چاہا کہا۔ مگر میری دعا کا مرجع میرا ہی نفس تھا۔ اور میں جناب الٰہی میں یہی التجا کر رہا تھا۔ کہ اگر میں کاذب ہوں۔ تو کاذبوں کی طرح تباہ کیا جاؤں اور اگر میں صادق ہوں۔ تو خدا میری مدد اور نصرت کرے۔" (صفحہ ۲۴۳)

ان حوالجات سے ثابت ہے۔ کہ حقیقی اور مسنون مباہلہ مولوی عبدالحق صاحب سے نہیں ہوا۔ بلکہ مولوی صاحب کے ضد کرنے پر ایک دعا برنگ مباہلہ کی گئی یعنے گو دونوں فریق ایک مقام پر جمع ہوئے لیکن بد دعا صرف ایک فریق کے لئے ہوئی۔ دونوں نے آپس میں ایک دوسرے کے خلاف یا جو جھوٹا ہو۔ اس کیخلاف بد دعا نہیں کی۔

یہ امر کہ اس قسم کی دعا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک حقیقی اور مسنون مباہلہ نہیں۔ آپؑ کے ایک اور قول سے جو رسالہ اربعین میں ہے۔ بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ آپؑ اربعین ۴ میں اس قسم کی ایک دعا کا ذکر کر کے فرماتے ہیں:۔

"یاد رہے۔ کہ یہ طریقہ دعا مباہلہ میں داخل نہیں۔ کیونکہ مباہلہ کے معنی لغت عرب کے رو سے اور نیز شرعی اصطلاح کے یہ ہیں۔ کہ دو فریق مخالف ایک دوسرے کے لئے عذاب اور خدا کی لعنت چاہیں لیکن اس دعا میں تمام اثر دعا صرف میری ہی جان تک محدود ہے۔ دوسرے فریق کیلئے کوئی دعا نہیں"۔ حاشیہ ص ۲۶

خلاصہ یہ کہ جو مقابلہ مولوی عبدالحق صاحب سے ہوا۔ وہ شرعی اصطلاح کے رو سے مباہلہ نہ تھا۔ اور محض مولوی صاحب کے اصرار پر اور لوگوں کو ٹھوکر سے بچانے کے لئے ایک دعا برنگ مباہلہ کی گئی اسے مجازاً تو مباہلہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ دونوں فریق نے جمع ہو کر بد دعا کی۔ لیکن حقیقتاً نہیں۔ کیونکہ بد دعا دونوں فریق میں سے جھوٹے کے لئے نہ تھی۔ بلکہ صرف ایک فریق کے لئے تھی کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو تباہ ہو جائے۔ پس اس واقعہ سے مباہلہ کی شرائط کا اندازہ لگانا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس واقعہ سے پہلی اور پچھلی تحریرات کو نظر انداز کر دینا کسی صورت میں جائز نہیں ہو سکتا۔

مباہلہ میں جماعت کی شمولیت

اب سید صاحب کا یہ جواب رہ جاتا ہے۔ کہ صحیح احادیث سے کسی جماعت کا مباہلہ میں شامل ہونا ثابت نہیں۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ جو روایات انہوں نے نقل کی ہیں۔ ان سے یہ تو ثابت ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفد نجران کو جنکی تعداد سات سے لے کر کئی درجن تک بیان کی جاتی ہے۔ مباہلہ کی دعوت دی۔ اب اگر جماعت کا مباہلہ میں شامل ہونا خلاف سنت ہے۔ تو پھر کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نعوذ باللہ من ذالک اعتراض نہیں آتا۔ کہ آپؐ نے ایک سے زیادہ لوگوں کو کیوں مباہلہ کے لئے بلایا پس کم سے کم ان حوالوں سے سید صاحب کو یہ تو ماننا پڑے گا۔ کہ گو جماعت کی شمولیت مباہلہ کے لئے ضروری نہیں لیکن جماعت کا شامل ہونا آیت اور احادیث کے مفہوم کے مخالف نہیں۔ تو آپ کو جماعت کی شمولیت پر بلا وجہ اعتراض کیوں ہے۔ اس صورت میں آپ صرف یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ گو جماعت شامل ہو سکتی ہے لیکن میری جماعت میرا ساتھ دینے کو تیار نہیں۔ یا یہ کہ میں ہزار پانچسو آدمی ساتھ نہیں لا سکتا۔ میرے ساتھ آدمی کم ہیں۔ میں صرف پچاس ساٹھ آدمی اپنے ساتھ لاؤں گا اور اگر آپ اس قسم کے عذر رکھتے ہوں۔ تو مجھے ہرگز اس شرط پر اصرار نہ ہوگا کہ آپ ضرور ہزار آدمی ہی ساتھ لائیں۔ گو میں خود ہزار یا اس سے بھی زائد آدمی انشاء اللہ ہمراہ لاؤں گا۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ جب سے مباہلہ کا ذکر شروع ہوا ہے۔ بسینکڑوں ہزاروں آدمیوں کے خطوط اور تار میرے پاس نہایت لجاجت کے آرہے ہیں۔ کہ انہیں اس مباہلہ میں شامل کیا جائے۔

مسنون مباہلہ میں جماعت کی شمولیت ضروری ہے

میں نے اوپر کی بات بحث کو روکنے کے لئے فرضاً لکھی ہے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ مسنون مباہلہ میں جماعت کی شمولیت ضروری ہے۔ اور الفاظ قرآنیہ سے یہی امر ثابت ہے۔ سید صاحب کا یہ لکھنا۔ کہ جمع کے الفاظ اس لئے لکھے گئے ہیں۔ کہ یہ آیت قیامت تک کے لئے ہے اور بعض لوگوں کے اہل زیادہ ہوتے ہیں۔ درست نہیں۔ کیونکہ سوال یہ نہیں۔ کہ آیت میں ابناء و نساء کے الفاظ جمع آئے ہیں۔ بلکہ سوال یہ ہے۔ کہ آیت کریمہ میں مخاطبین کو تعالوا کہکر بلایا ہے۔ جو جمع کا صیغہ ہے۔ چونکہ مخاطب کے وجود میں متکلم کا وجود شامل نہیں ہوتا۔ اس لئے بہر حال تعالوا میں وہی لوگ شامل سمجھے جائیں گے جنہیں مباہلہ کے لئے بلایا ہے۔ اور چونکہ تعالوا جمع کا لفظ ہے۔ اس لئے ماننا پڑے گا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن لوگوں کو مباہلہ کے لئے بلایا ہے۔ وہ ایک جماعت ہے نہ کہ فرد واحد۔ دوسرا استدلال یہ ہے۔ کہ اس آیت میں ایک لفظ انفسنا کا بھی آتا ہے یعنے آؤ ہم اپنے اپنے نفوس کو بلائیں اب یہ ظاہر ہے۔ کہ اپنے آپ کو بلانے کے کوئی معنے نہیں ہو سکتے۔ اور خصوصاً جبکہ بیویوں اور بچوں۔ کے بلوانے کا پہلے ذکر آچکا ہے۔ اس کے بعد اپنے نفسوں کو بلانے کے کوئی معنے نہیں رہتے۔ پس انفس کے معنی یقیناً ساتھی اور ہم خیال لوگوں کے لینے پڑیں گے۔ اور یہ قرآن کریم کے محاورہ کے عین مطابق بھی ہے۔ سورہ نور میں ہے فاذا دخلتم بیوتاً فسلموا علےٰ انفسکم (نور ع ۸) یعنے جب تم گھروں میں داخل ہو۔ تو اپنے آدمیوں اور ساتھیوں کو سلام کہا کرو۔ سید صاحب اس حکم کی تعمیل میں کسی گھر میں داخل ہوتے ہوئے یقیناً السلام علیکم ہی کہتے ہونگے۔ اور انفسکم کے لفظ کے یہ معنی نہ کرتے ہوں گے۔ کہ گھر میں داخل ہو کر یہ کہیں۔ کہ السلام علےٰ۔ غرض یہ کہ آیت زیر بحث میں انفسکم کے معنے ساتھیوں اور ہم خیالوں کے ہی لئے جا سکتے ہیں۔ اور یہ معنی دوسری آیات قرآنیہ کے عین مطابق ہیں۔ تیسرا استدلال یہ ہے۔ کہ اس آیت میں ابناءنا و ابناءکم ونساءنا ونساءکم کہا گیا ہے۔ چونکہ ابناءکم اور نساءکم الگ کہا گیا ہے۔ اس لئے نا کی ضمیر میں مخاطب شامل نہیں۔ اور نہ بچے بیویاں شامل ہیں۔ کیونکہ انہیں ابناء اور نساء کے الفاظ سے الگ بیان کر دیا ہے۔ پس بہر حال نا جو جمع کی ضمیر ہے۔ اس سے بھی معنے لینے ہوں گے کہ دعوت مباہلہ دینے والی بھی ایک جماعت ہے۔ اگر وہ جماعت نہ ہو۔ تو نا بے معنے ہو جاتا ہے۔ اگر یہ کہو۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بوجہ عظمت شان اپنے لئے جمع کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو یہ بھی درست نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کی ذات کے سوا یہ محاورہ کسی انسان کے متعلق قرآن کریم میں کبھی نہیں آیا۔ اور نہ یہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریق تھا۔ کہ وہ اپنے آپکو "ہم" کہہ کر بلایا کرتے ہوں۔ اور پھر جب یہ حکم سب زمانوں کے لئے تھا۔ تو اگلے لوگ جو اس شان کے نہ تھے۔ اس آیت پر کس طرح عمل کریں گے۔

سید صاحب یہ بھی تحریر فرماتے ہیں۔ کہ کبھی مفرد کی جگہ جمع کا لفظ استعمال کر لیتے ہیں جیسا کہ آیت کریمہ الذین قال لھم الناس ان الناس قد جمعوا لکم (آل عمران ع ۱۸) میں صرف ایک شخص کہنے والا تھا لیکن جمع کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ کبھی روایت میں ایک شخص کی جگہ جمع کا لفظ بغرض ابہام استعمال کر لیتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص بات کہے۔ تو کہہ دیتے ہیں بعض لوگ یوں کہتے ہیں۔ لیکن احکام اور روایات میں فرق ہے۔ روایات میں، اس موقعہ پر ابہام پیدا کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اور احکام میں وضاحت ہمیشہ مقصود ہوتی ہے۔ اگر وہاں اس طریق کو استعمال کیا جائے۔ تو شریعت میں نقص لازم آتا ہے۔ نیز سید صاحب کو یاد رکھنا چاہیئے کہ "ہو سکتا ہے" اور "ہے" میں فرق ہے بے شک مفرد کی جگہ جمع کا صیغہ استعمال ہو سکتا ہے لیکن سوال تو یہ ہے۔ کہ کیا اس آیت میں بھی ایسا ہے۔ مگر جیسا کہ میں ثابت کر چکا ہوں۔ اس آیت کی بناوٹ بتا رہی ہے۔ کہ یہاں ایسا نہیں ہے۔ تو پھر "ہو سکتا ہے" کا قاعدہ یہاں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔

سورہ آل عمران کی مذکورہ بالا آیت کے متعلق بھی سید صاحب کو یاد رہے۔ کہ اس کے بارہ میں بھی احادیث میں اختلاف ہے۔ بہت سی احادیث میں ایک سے زائد لوگوں کا یہ بات کہنا ثابت ہے۔ چنانچہ ابن سعد بروایت ابن ابزیؓ اور ابن جریر بروایت ابن عباس بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک سے زائد لوگوں نے یہ بات کہی تھی وغیرہ (در منثور)

ایک جواب سید صاحب نے یہ دیا ہے۔ کہ عربی کا قاعدہ ہے کہ مشاکلت کی وجہ سے بھی ایک کی جگہ دوسرا صیغہ استعمال کر دیتے ہیں اس امر کو فرض کر کے کہ یہ قاعدہ اسی طرح ہے میں پھر کہتا ہوں۔ کہ کسی قاعدہ کا ہونا اور بات ہے۔ اور اس کا کسی خاص جگہ پر چسپاں ہونا اور بات ہے۔ کیا اس قاعدہ کے مطابق ہم قرآن کریم کی تمام ضمائر کو مشاکلت کے ماتحت مفرد سے جمع اور جمع سے مفرد بنا سکتے ہیں؟ آخر استثنائی قاعدہ کو چسپاں کرنے کی بھی تو کوئی وجہ ہونی چاہیئے جب الفاظ آیت سے ثابت ہے۔ کہ اس جگہ ضمائر اپنے اصلی مفہوم میں ہیں۔ تو سید صاحب کا بیان کردہ مشاکلت کا قاعدہ بھی یہاں چسپاں نہیں ہو سکتا۔ جب آیت ہی دوسرے معنوں کو رد کر رہی ہے تو خلاف منطوق معنے کرنے جائز ہی نہیں ہو سکتے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے

کہ اس آیت میں دو صیغے دو جماعتوں کے لئے استعمال ہوئے ہیں ایک قُل رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے لئے۔ اور ایک تعالوا آپ کے مخالفوں کے لئے۔ اب مشاکلت کا قاعدہ اگر سید صاحب کے بیان کے مطابق ہی سمجھا جائے۔ تو بھی چاہئے تھا۔ کہ جو ضمائر رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے متعلق آتیں۔ مفرد آتیں۔ کیونکہ پہلا لفظ مفرد تھا۔ واحد سے مشاکلت جمع کو کس طرح ہو سکتی ہے۔ اور اگر سید صاحب یہ کہیں۔ کہ چونکہ ابناء اور نساء کا لفظ جمع ہے۔ اس لئے نا آیا ہے۔ تو پھر سوال یہ ہے۔ کہ انفس کیوں جمع آیا۔ اس صورت میں تو یہ ماننا پڑے گا کہ انفس اس لئے جمع آیا۔ کہ نساء کا لفظ جمع تھا۔ اور نا اس لئے جمع آیا۔ کہ انفس جمع تھا۔ گویا پہلے ایک لفظ کو مشاکلت سے جمع کیا۔ پھر اس کے مضاف الیہ کو اس کی مشاکلت کی وجہ سے جمع کیا۔

اب اس فرضی جواب کے بعد میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ مشاکلت کا قاعدہ عربی زبان میں اس طرح نہیں جس طرح سید صاحب نے ذکر کیا ہے۔ مشاکلت کی تعریف علم البدیع والوں نے یہ کی ہے۔ کہ ذکر الشیئ بلفظ غیرہ لوقوعہ فی صحبۃ ذالک الغیر ولو تقدیراً۔ یعنی کسی چیز کے لئے بجائے اصل لفظ کے دوسرا لفظ استعمال کریں۔ اس لئے کہ وہ چیز ایک اور چیز کے پاس واقع ہوتی ہے۔ پس اس دوسری چیز کی مناسبت سے اس کا نام بدل دیا گیا۔ مثال یہ دی ہے۔ کہ قلت اطبخوا لی جبۃ و قمیصاً۔ یعنی میں نے کہا۔ میرے لئے ایک جبہ اور ایک قمیص پکا دو۔ جبہ اور قمیص پکائے نہیں جاتے۔ چونکہ پہلے شخص نے کہا تھا۔ کہ ہم تیرے لئے کیا پکائیں اس کو لباس کی ضرورت تھی۔ اس نے کہا۔ کہ جبہ اور قمیص پکا دو۔ یعنی مجھے کپڑے کی ضرورت ہے۔ اس تعریف سے ظاہر ہے۔ کہ ضمائر کے بدلنے کا مشاکلت سے کوئی تعلق نہیں۔ مشاکلہ تو یہ ہے۔ کہ ایک بات کو زیادہ مؤثر بنانے کے لئے ایک پاس کے لفظ کے مطابق ایک دوسرا لفظ استعمال کر لیا جائے۔

ایک جواب سید صاحب نے یہ دیا ہے۔ کہ احادیث میں صرف یہ ذکر ہے۔ کہ حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ اور حسنؓ اور حسینؓ کو لے کر آنحضرت صلعم مباہلہ کے لئے نکلے تھے۔ مجھے ان احادیث سے انکار نہیں۔ میں تو یہ کہتا ہوں۔ کہ ساتھ ہی احادیث میں آتا ہے هٰؤُلاء اهلي۔ یہ میرے اہل ہیں نہ یہ کہ یہ ہمارے اہل ہیں۔ پس ہم تو کہتے ہیں کہ مباہلہ ہوا ہی نہیں۔ اگر مباہلہ ہوتا۔ اور دوسرے صحابہ اور ان کے اہل شامل نہ ہوتے۔ تب ان احادیث سے استدلال ہو سکتا تھا۔ مگر مباہلہ تو ہوا ہی نہیں۔ پھر استدلال کس طرح ہوا۔ اس وقت تک تو وفد نجران نے مباہلہ قبول کرنے کا اعلان ہی نہ کیا تھا۔ ہم کہتے ہیں۔ اگر وفد نجران مباہلہ کو مان لیتا۔ تو دوسرے لوگوں کو بھی آپ بموجب حکم آیت جمع ہونے کا حکم دیتے۔ آپ اس خیال سے کہ دوبارہ گھر نہ جانا پڑے اپنے اہل کو لے کر تشریف لے گئے۔ دوسرا جواب یہ ہے۔ کہ آپ خود بھی اس حدیث کا یہ مفہوم نہیں تسلیم کرتے۔ کہ ان لوگوں کے سوا دوسرے لوگ مباہلہ میں شامل نہ ہونے تھے۔ کیونکہ آپ نے خود اس آیت کی تفسیر اہل و عیال کی ہے۔ جو بیویوں پر مشتمل ہے۔ دوسرے آیت قرآنی میں نساء کا لفظ ہے۔ اور نساء کا لفظ اگر محدود کیا جائے۔ تو اول اس میں بیویوں کا مفہوم ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں آتا ہے۔ یا نساء النبی (احزاب ع ۴) جس جگہ صرف بیویاں مراد ہو سکتی ہیں۔ پس آیت مباہلہ میں نساءنا کے لفظ کے ماتحت بیویوں کی شمولیت لازم ہے۔ اور احادیث میں بیویوں کا ذکر نہیں جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس روایت میں وہ سب تعداد جس نے مباہلہ میں شامل ہونا تھا۔ مذکور نہیں ہے۔

سید صاحب نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ میری نقل کردہ روایت جس میں دوسرے صحابہ کی شمولیت کا ذکر ہے ضعیف ہے۔ اور حوالہ کنز العمال صفحہ ۹۰۸ کا دیا ہے۔ سید صاحب نے افسوس تو مجھ پر کیا ہے۔ کہ میں نے ایک ضعیف حدیث کو نقل کیا ہے لیکن افسوس درحقیقت ان پر ہے کیونکہ کنز العمال میں یہ نہیں لکھا۔ کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ بلکہ یہ لکھا ہے۔ کہ علامہ سیوطی کہتے ہیں۔ کہ فلاں فلاں کتاب جن میں سے تاریخ ابن عساکر بھی ہے۔ انکی روایات ضعیف ہیں۔ اس کے تو صرف یہ معنی ہیں۔ کہ علامہ سیوطی کے نزدیک اس کتاب میں احتیاط سے کام نہیں لیا گیا۔ لیکن اس کے یہ معنی تو نہیں۔ کہ اس میں کوئی حدیث بھی درست نہیں۔ اس میں کئی احادیث ایسی ہیں۔ جو صحاح ستہ میں ہیں بلکہ صحیحین میں بھی موجود ہیں۔ اور بہت سی حدیثوں پر مسلمان عمل کرتے چلے آئے ہیں۔ محض کسی شخص کے کسی کتاب کو ضعیف کہہ دینے سے تو اس کی سب احادیث ضعیف نہیں ہو جاتیں۔ چنانچہ جن لوگوں نے مستدرک ابن عساکر کی مخالفت کی ہے۔ وہ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ کہ حافظ ابن عساکر بڑے پایہ کے آدمی تھے۔ امام ذہبی نے بہت سے ائمہ کے اقوال ان کی تعریف میں لکھے ہیں۔ چنانچہ سمعانی کا قول انہوں نے یہ لکھا ہے۔ سمعانی کہتے ہیں کہ "ثقہ ہیں۔ متقی ہیں۔ نیک ہیں۔ اور حافظ عبد القادر کا قول نقل کرتے ہیں کہ میں نے ابن عساکر جیسا حدیث کا یاد رکھنے والا نہیں دیکھا۔ اپنے زمانہ میں محدثین کے امام تھے مگر سب سے مقدم امر تو یہ ہے۔ کہ انکی روایت الفاظ قرآن کے مطابق ہے۔ اور دوسری حدیثوں کے مخالف نہیں۔ کیونکہ جس حدیث میں زیادتی ہو وہ مخالف نہیں کہلاتی۔ بلکہ اس سے مضمون کی تکمیل ہوتی ہے۔ اگر زیادتی کو مخالفت قرار دیں۔ تو یہ بھی ماننا پڑے گا۔ کہ مباہلہ کا واقعہ جو دوسری احادیث میں بیان ہوا۔ سب غلط ہے۔ کیونکہ بخاری میں تو اس واقعہ کا صرف یہ ذکر ہے۔ کہ دو آدمی نجران کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مباہلہ کے لئے آئے تھے۔ لیکن بعد میں ایک کے سمجھانے پر دوسرا بھی رک گیا۔ اور انہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے صلح کر لی۔ بخاری کی روایت میں نہ مباہلہ کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے نکلنے کا ذکر ہے۔ نہ حضرت فاطمہؓ و حضرت حسنؓ و حسینؓ کے ساتھ ہونے کا۔ پس اگر ترک ذکر شئے سے عدم شئے مراد ہوتی ہے۔ تو بخاری کی روایت سے دوسری روایات کی بھی تردید ہو جاتی ہے۔

نادرست شکوہ

اب ایک سوال اور رہ جاتا ہے۔ جو یہ ہے۔ کہ سید صاحب کو شکوہ ہے۔ کہ میں نے ایک حوالہ نقل کرتے ہوئے اس کے ساتھ کی روایت کیوں نقل نہیں کی جس میں لکھا تھا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اپنے بچوں اور نواسوں کو لے کر نکلے اور فرمایا۔ کہ هٰؤُلاء اهلي۔ یہ شکوہ درست نہیں۔ اس لئے کہ اس حوالہ سے نہ میرے استدلال کے خلاف نہ موافق اثر پڑتا تھا۔ اس لئے میں نے اسے نقل نہیں کیا۔ اگر یہ میرے خلاف اثر انداز ہوتا۔ یا موافق۔ تو میں اسے نقل کرتا۔

مباہلہ مسنونہ سے پس وپیش نہیں ہونا چاہیئے

میں سمجھتا ہوں۔ کہ میں بہت بسط کے ساتھ سید صاحب کے سوالات کا جواب دے چکا ہوں۔ اس لئے اب انہیں مباہلہ مسنونہ سے پس وپیش نہیں ہونا چاہیئے۔ وہ خود تسلیم کرتے ہیں۔ کہ ان کے ساتھ ایک کثیر جماعت ہے۔ پس اس جماعت میں سے پانچسو یا ہزار آدمی کا مباہلہ لانا ان کے لئے مشکل نہیں۔ احمدی جماعت تو اہلحدیث سے کم ہے۔ پس جب میں اپنے ساتھ آدمی لانے کو تیار ہوں۔ تو انہیں بھی اعتراض نہیں ہونا چاہیئے۔ آخر وہ خود مانتے ہیں۔ کہ نجران کے لوگوں میں سے ایک شخص نہیں۔ بلکہ ایک جماعت کو مباہلہ کے لئے بلایا گیا تھا۔ اور جو بات ایک فریق کے لئے جائز ہو۔ دوسرے کے لئے بھی جائز ہونی چاہیئے۔ کم سے کم ان کے اپنے بیان کے مطابق بھی یہ امر تو ثابت ہے۔ کہ مدعی نبوت نے اپنے مقابلہ پر ایک جماعت کو بلوایا۔ پس میں جو مدعی نبوت کا خلیفہ ہوں۔ مجھے بھی اجازت ہونی چاہیئے۔ کہ اپنے مقابل پر ایک جماعت کو بلواؤں۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ اب سید صاحب آقا ریر اور جماعت کے ساتھ ہونے کی شرطوں کے خلاف زور نہ دیں گے۔ کیونکہ ان دونوں شرطوں سے فریقین پر کوئی ناجائز بوجھ نہیں پڑتا۔ بلکہ مزید تشریح اور وضاحت ہو جاتی ہے۔ اور کوئی عقلی یا نقلی دلیل اس کے خلاف نہیں ہے اگر وہ اس امر پر یقین رکھتے ہیں۔ کہ وہ سچے ہیں۔ اور احمدی جھوٹے ہیں۔ تو تقاریر بڑی ان کے لئے مفید ہونگی۔ اور بہت سے لوگوں پر حق واضح ہو جائیگا۔ اور کئی اور لوگ شاید مباہلہ میں شامل ہونیکو تیار ہو جائیں۔ اسی طرح جماعت کی شمولیت مباہلہ کے اثر کو بڑھا دیگی۔ اور ایک جگہ کے لوگوں کے سامنے نہیں۔ بلکہ ہندوستان کے مختلف مقامات کے سامنے مباہلہ کا اثر آجائیگا۔ پس ایسے اعلیٰ موقعہ کو ہاتھ سے نہ دیں۔ اور اپنے مریدوں کو اس ثواب کے موقعہ سے محروم نہ کریں۔ آخر ہماری جماعت کے لوگ بھی تو شوق سے اس مباہلہ میں شامل ہونے کو تیار ہیں میں نہیں سمجھتا۔ کہ ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے انہیں فاذهب انت وربك فقاتلا انا ههنا قاعدون کہکر ان ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

خدا کا فضل اپنے ساتھ تکالیف بھی رکھتا ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۵ مارچ سنہ ۱۹۳۲ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

چونکہ مجلس شوریٰ کی وجہ سے نماز جمع ہوگی۔ اور اس وقت بارش بھی ہو رہی ہے۔ جسکی وجہ سے خطبہ کو اور بھی مختصر کرنے کی ضرورت ہے۔ اس لئے میں اس وقت ایک چھوٹے سے خیال کے متعلق جو ابھی ابھی اس مجلس کی حالت اور بارش کے نظارے کو دیکھ کر دل میں پیدا ہوا ہے۔

نہایت مختصر سا مضمون

بیان کرنا چاہتا ہوں۔

بارش اللہ تعالیٰ کے فضلوں میں سے ایک بہت بڑا فضل ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اگر ایک عرصہ تک بارش نہ ہو۔ تو باوجود نہروں کے ملک میں

قحط کے آثار

نظر آنے لگتے ہیں۔ کیونکہ بارش نہ ہونے سے دریاؤں کے پانی خشک ہو جاتے ہیں۔ اور نہریں چونکہ دریاؤں پر ہی انحصار رکھتی ہیں اس لئے دریاؤں کا پانی خشک ہوتے ہی نہریں بھی خشک ہو جاتی ہیں۔ اور دریا خود بارش پر انحصار رکھتے ہیں۔ کیونکہ ان کا پانی بھی پہاڑوں کی چوٹیوں سے جہاں برف جمی ہوتی تھی۔ آتا ہے۔ اور برف پہاڑی بارش کا ہی نام ہے۔ پس درحقیقت

تمام دنیا کا انحصار

اسی بارش پر ہے نہ صرف ظاہری کھیتیوں اور پھلوں کا۔ بلکہ حیات انسان کا مدار بھی پانی پر ہی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے وجعلنا من الماء کل شیء حی۔ ہم نے ہر چیز کو

پانی کے ذریعہ زندگی

بخشی ہے لیکن باوجود اتنے فضل والی چیز کے جس وقت بارش نازل ہوتی ہے۔ کس طرح لوگ سمٹ سمٹ کر چھوٹی سے چھوٹی جگہوں میں جمع ہو جاتے ہیں۔ وہ خدا کی وسیع زمین جو اس لئے اس نے بنائی ہے۔ تاکہ انسان اسمیں پھرے۔ اور اپنی دماغی اور جسمانی اور روحانی صحت حاصل کرے۔ وہ تمام زمین اس وقت تنگ ہو جاتی ہے۔ اور لوگ انسانوں کی بنائی ہوئی چیزوں کے نیچے پناہ لینا شروع کر دیتے ہیں ہمیں اس سے

ایک سبق

ملتا ہے۔ اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل جب بھی نازل ہوں۔ وہ اپنے ساتھ کچھ تکالیف کے پہلو بھی رکھا کرتے ہیں۔ اور جتنا جتنا اس کا فضل وسیع ہو۔ اتنا ہی ان

تکالیف کا دائرہ

بھی وسیع ہوتا چلا جاتا ہے۔ بارش اگر سو میل کے اندر اندر ہو رہی ہوگی۔ تو سو میل کے اندر جس قدر لوگ ہونگے۔ انہیں کچھ نہ کچھ تکلیف پہنچیگی۔ اور اسکی وجہ سے ان کے کاموں میں کچھ نہ کچھ ابتری پیدا ہو جائیگی۔ لیکن یہی بارش اگر ہزار میل کے اندر ہو۔ تو ہزار میل کے اندر کے لوگ اس سے متاثر ہونگے۔ پس جب بھی دنیا میں اللہ تعالیٰ کے فضل نازل ہوتے ہیں۔ ان کے ساتھ

دو قسم کی تکالیف

نازل ہوا کرتی ہیں۔ ایک قسم کی تکلیف منکروں کے لئے ہوتی ہے۔ اور ایک قسم کی تکلیف ماننے والوں کے لئے چنانچہ اس بارش کے متعلق بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دو قسم کی ہی تکالیف کا ذکر فرمایا ہے اور پہلے ہی پارہ میں او کصیب من السماء فیہ ظلمات ورعد وبرق۔ کی مثال دیکر بتایا ہے۔ کہ جب بارش آتی ہے۔ تو اس کے ساتھ ہی بجلی اور کڑک بھی ہوتی ہے جو شخص بزدل ہوتا ہے بہت دفعہ بجلی کے کڑکنے سے اسے نقصان پہنچنے کا احتمال ہوتا ہے۔ اور بعض دفعہ بجلی گر کر

مالی یا جانی نقصان

بھی پہنچا دیتی ہے۔ اور جو بزدل نہیں ہوتا۔ وہ اپنے گھر میں بیٹھ جاتا ہے۔ یا جو زمیدار ہوتے ہیں انہیں کھیتوں میں جانا پڑتا ہے۔ غرض اللہ تعالیٰ کی طرف سے جسقدر فضل نازل ہوتے ہیں۔ وہ اپنے ساتھ کچھ

مصائب کے پہلو

بھی رکھا کرتے ہیں تاکہ جو کمزور لوگ ہوں۔ وہ اس الہیٰ فضل میں حصہ نہ لے سکیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی لئے فرمایا ہے۔ کہ جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ میرا راستہ آسانی سے عبور ہو سکیگا۔ وہ عبث دوستی کا دم بھرتے ہیں۔ انہیں کیا معلوم کہ میرے سامنے کون کون سے پرخطر بادیہ درپیش ہیں۔ میرے ساتھ وہی شخص چل سکتا ہے۔ جو یہ خیال نہ کرے۔ کہ اسے

پھولوں کی سیج

پر سے گزرنا پڑے گا۔ بلکہ وہ یقین رکھے۔ کہ اسے کانٹوں اور دشوار گزار گھاٹیوں کو عبور کرنا ہوگا۔ پس وہی شخص اللہ تعالیٰ کے انعامات سے حصہ لے سکتا ہے۔ جو ہر قسم کی تکالیف کو برداشت کرنے اور ہر قسم کی قربانیاں کرنے کے لئے تیار ہے۔ جب بارش بھی جو اللہ تعالیٰ کے اور عظیم الشان انعامات کے مقابلہ میں کوئی زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ اپنے ساتھ تکلیفوں کے پہلو رکھتی ہے۔ اور یہ بھی تھوڑی دیر کے لئے ہمارے کاموں کے دائرہ کو محدود کر دیتی ہے۔ تو اس سے زیادہ فضل اپنے ساتھ کسقدر تکالیف نہ رکھیں گے پس ہماری جماعت کے دوستوں کو ہمیشہ یہ امر مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بننا چاہتے ہیں۔ تو وہ

ہر قسم کی قربانی

کرنے کے لئے آمادہ اور تیار رہیں۔ ایک تھوڑی سی بارش جسے دنیا میں لاکھوں افراد کو زندگی عطا کرنی ہوتی ہے۔ اپنے ساتھ تکالیف رکھتی ہے تو وہ فضل جسنے کروڑہا افراد کو

اللہ تعالیٰ کے پیار وتیں

شامل کرنا ہے۔ اور وہ جنگ جس نے صدیوں تک بیشمار لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی حکومت میں داخل کرنا ہے۔ اپنے ساتھ کتنی تکالیف اور کس قدر خونریزی نہ رکھیگی۔ یہ علیحدہ بات ہے۔ کہ وہ خونریزی اپنی طرف سے ہو۔ یا دشمنوں کی طرف سے۔ یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور ابتلاء کے ہو کیونکہ کبھی

آسمانی ہاتھوں سے

تکالیف پہنچتی ہیں۔ اور کبھی بندوں کے ہاتھ سے جب اللہ تعالیٰ ایسے احکام دیتا ہے جنہیں مخلص لوگ مانتے ہیں تو اس سے انہیں تکلیفیں پہنچتی ہیں۔ اور کبھی دشمنوں کو ان پر مسلط کر دیا جاتا ہے لیکن بہر حال جب یہ یقین ہو۔ کہ یہ تکلیفیں

ایک عظیم الشان فضل

کا پیش خیمہ ہیں۔ کوئی عقلمند آدمی ان تکالیف پر کڑھتا نہیں۔ کبھی تم نے دیکھا کہ کوئی شخص اس بات پر ناراض ہو رہا ہو کہ بارش تو ہوئی مگر مجھے اپنے گھر میں بیٹھنا پڑ گیا۔ یا میرے کپڑے بھیگ گئے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے

بارش اللہ تعالیٰ کا فضل ہے

اور اس فضل کے ساتھ تکلیف کے پہلو بھی لگے ہوئے ہیں۔ جب انسان معمولی بارش سے یہ سبق حاصل کرتا ہے تو غور کرو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا کی آخری بارشوں میں سے ایک بارش ہیں۔ اور جو بارش اس لئے برسائی گئی ہے تاکہ

ایمان کی کھیتی

کو ترقی ہو اور کفر کا بیج نابود ہو جائے۔ وہ اپنے ساتھ کس قدر صعوبتیں نہ رکھے گی اور اس کے لئے کتنی بڑی قربانیوں کی ضرورت محسوس نہیں ہو گی۔ پس اپنے آپ کو

قربانیوں کے لئے تیار کرو

اور ان تکالیف کو رحمت کی جانب سے اللہ تعالیٰ کی رحمت یقین کرو اور خوش ہو کہ باوجود اس کے کہ تمہیں تکلیفیں پہنچ رہی ہیں۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ نے تمہیں عظیم الشان نعمت دی۔ کیونکہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ

ایسا مبارک ہے کہ اس کے دیکھنے کے لئے پہلے انبیاء بھی اپنے دلوں میں حسرتیں لے گئے۔ کیونکہ یہ محمدی نور کی بعثت ثانیہ کا زمانہ ہے اور

محمدی نور

کو پہلے تمام نوروں پر فضیلت تامہ حاصل ہے۔ محمدی انوار کا جو پہلا بعث تھا اس میں اللہ تعالیٰ نے ہدایت کو تکمیل تک پہنچایا اور یہ وہ زمانہ ہے جس میں مقدر ہے کہ ہدایت کی اشاعت تکمیل تک پہنچے۔ پس ایسی عظیم الشان برکات والے زمانہ میں اگر تمہیں کچھ تھوڑی سی تکالیف پہنچی ہیں تو یہ حقیقت ہی کیا رکھتی ہیں۔ ان تکالیف کو تھوڑی بہت اس لئے کہتا ہوں کہ پہلے زمانہ میں لوگوں نے ان سے بہت زیادہ قربانیاں کی ہیں۔

پہلے زمانہ میں

ہزاروں آدمیوں کو بے دریغ قتل کر دیا جاتا تھا لیکن آج اگر کسی کو معمولی تکلیف بھی پہنچائی جائے تو ساری دنیا میں شور پڑ جاتا ہے۔

افغانستان میں

ہمارے چند آدمی شہید کئے گئے۔ آج تک ہماری جماعت ان پر فخر کرتی ہے۔ حالانکہ پہلے زمانہ میں اس طرح بہت سے لوگ شہید کئے گئے۔ پس کبھی بھی اپنی قربانیوں کو بڑھا کر بیان نہ کرو بلکہ دل میں یہ

[illegible]

مسلمانان پونچھ پر مصائب

حالات کی تفتیش کیلئے کمیشن کا مطالبہ

پونچھ کے تمام لیڈر اور معزز سر برآوردہ اور سمجھدار مسلمانوں کو اس بات کا نہایت رنج اور افسوس ہے کہ تحصیل مینڈھر کا غیر تعلیم یافتہ طبقہ کوٹلی۔ راجوری میرپور کی شورش سے متاثر ہو کر اور اپنے جملہ جائز مطالبات کو پس پشت ڈال کر ان ساہوکاروں سے الجھ گیا جن کے ظلم و ستم۔ بلا شرح سود در سود نقصانوں ڈگریوں اور آئے دن کی قرقیوں سے یہ گروہ تنگ آچکا تھا۔ نیز پونچھ کے تمام لیڈر۔ با اثر اور شریف لوگ ان نادانوں کو جنہوں نے اس خطہ کی پر امن و پر سکون فضا کو فسادات برپا کر کے یا فسادات کو غلط پراپیگنڈے کے ذریعہ رائی کا پہاڑ بنا کر دکھلایا۔ اچھی نظر سے نہیں دیکھتے۔ خداوند کریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ شہر پونچھ میں جہاں علاقہ کے بہت سے ہندو معہ اہل و عیال و مال و متاع پناہ گزین ہیں کسی قسم کی کوئی بد امنی نہیں ہوئی۔ شہر کے مسلمانوں نے اپنے ابنائے وطن کو بھائی سمجھ کر گلے لگا لیا۔ بلکہ بے چینی کے زمانہ میں ان کی قیام گاہوں کی رات رات بھر حفاظت کی۔

مسلم نمائندوں کا قابل تعریف کام

مسلم نمائندوں نے شہر اور مضافات میں امن قائم رکھنے میں نہایت تندہی سے کام کیا۔ راجہ صاحب اور وزیر صاحب کے ایماء سے روزہ کی حالت میں کئی دیہات میں صرف اس غرض سے گئے۔ کہ غیر مسلموں کے مکانات کی حفاظت کی جائے سب سے زبردست قابل تحسین کام جو کیا وہ یہ تھا کہ جب علاقہ سکھوں کے گروہ تلواروں۔ بندوقوں۔ پستولوں اور کرپانوں سے مسلح شہر میں داخل ہوئے۔ مقامی ہندو تو پہلے ہی مسلح تھے۔ اب کیا تھا۔ ہر غیر مسلم علی الاعلان ہتھیار لگائے بازاروں میں اپنے اسلحہ کی نمائش کرتا اور نہتے مسلمانوں کو ذرا ذرا سی بات پر چھیڑ کر اشتعال دیتا تھا۔ یہ وہ وقت تھا کہ حکومت نے بھی مسلمان فوجی ملازمین سے ہتھیار لے لئے تھے۔ ایسے نازک وقت میں اگر مسلم نمائندے سخت سست برداشت نہ کرتے اور صبر و تحمل کی تلقین نہ کرتے تو آج ایک بھی مسلمان کم از کم پونچھ خاص میں تو دکھلائی نہ دیتا۔

اشتعال کے باوجود مسلمانوں کا صبر

ذرا تو غور کیجئے۔ پنڈت ...... جیسے لوگ قلعہ کے زینہ پر (جہاں راجہ صاحب آج کل مقیم ہیں) کھڑے ہو کر بیرونجات کے سکھوں اور مقامی ہندوؤں کو اس بات پر آمادہ کریں کہ باہر کے مسلمانوں نے ہندوؤں کو قتل و غارت اور بے خانماں کرنے کیلئے حکومت سے دریافت نہیں کیا تو پھر مقامی مسلمانوں سے اس کا انتقام لینے کے لئے تم کس بات کے منتظر ہو۔ (کیسی اچھی منطق ہے) ہندو دھرم کے ماننے والو یہی وقت ہے۔ اٹھو۔ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔ باوجود اس تقریر کے مسلمانان پونچھ کی زندگی و سلامتی معجزہ نہیں تو کیا ہے۔ پنڈت رام رتن صاحب وزیر کی کوششوں سے گورنمنٹ جموں و کشمیر کی فوج یلغار کرتی ہوئی شہر میں پہنچ گئی اور اسی روز سے شہر میں بالکل امن و امان ہے

کیا کوئی نئی سازش ہو رہی ہے

شہر پونچھ میں ہندو۔ مسلم و سکھوں کی ایک مشترکہ اتحادی کمیٹی موجود ہے۔ تینوں اقوام کے لوگ مل جل کر قیام امن۔ اتحاد اور اتفاق کے لئے دلچسپی سے کام کر رہے ہیں مگر سری راجہ صاحب کا کچھ پرائیویٹ عملہ خدا معلوم از خود یا کسی کی شہ پر پوشیدہ طریقہ سے ایک گہری سازش میں مصروف ہے جس میں شہر کے سرغنہ ہندو بھی شامل ہیں اور جو بلا روک ٹوک قلعہ میں آتے جاتے ہیں۔ ساتھ ہی یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ بعض ہندو اخبارات میں سراسر غلط اور بے بنیاد پروپیگنڈا ہو رہا ہے۔ نیز پہلے کر پرانی ہندو سبھا توڑ کر نئی ہندو سبھا قائم کی گئی ہے۔ یہ تمام باتیں ایک ہی زنجیر کی کڑیاں ہیں۔ دیکھئے کیا گل کھلتا ہے۔ سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ مسلمانوں پر کوئی جدید ظلم توڑنے کی تیاریاں ہیں جس کے لئے وہ بیچارے قطعی تیار نہیں۔ تاہم خیال ہے۔ کہ کوئی زبردست ظلم ہو گا۔ جس کا آغاز یہ ہے کہ سری راجا صاحب کو بے قصور اور پر امن مسلم رعایا کی طرف سے شب و روز بدظن کیا جا رہا ہے۔ اور نیز یہ بات ذہن نشین کرائی جاتی ہے کہ تمام مسلمان بلا استثناء بدمعاش باغی اور غدار ہیں۔ اہل عقل سوچیں کہ ساڑھے تین لاکھ مسلمانوں میں سے ان کے نزدیک ایک بھی خیر خواہ اور

وفادار نہیں۔ کیا یہ بات قابل تسلیم ہے کسی ملک کے حکمران کو ایسی غلط فہمی میں مبتلا کرنے والا اگر دشمن نہیں تو نادان دوست ضرور ہے۔ مگر افسوس کا مقام ہے کہ اس بات کے باور کرنے والے آج کل راجہ صاحب کے نہایت ہی معتمد بنے ہوئے ہیں۔

راجا صاحب کے مشیر

سری راجہ صاحب پونچھ بذات خود نہایت نیک دل اور اعلیٰ کیرکٹر کی ہستی ہے مگر ناتجربہ کاری کی وجہ سے ان کا کسی صحیح نتیجہ پر پہنچنا بڑا مشکل ہے۔ اس پر طرہ یہ کہ مشیر بھی کم تعلیم یافتہ اور ناتجربہ کار۔ رہنمائی کرے تو کون۔ مزید برآں یہ کہ اہل الرائے سے نفرت۔ مسلمانان پونچھ درخواستوں۔ وفدوں انجمنوں اور ایڈریسوں کے ذریعہ حکومت کی توجہ اپنی تکالیف کو رفع اور اپنے مطالبات کو پورا کرانے کی طرف بارہا مبذول کرا چکے ہیں۔ مگر ع

"صدا طوطی کی سنتا کون ہے نقار خانے میں"

جہاں راجہ صاحب کے مشیر دیوی دیال جیسے سیکرٹری۔ کپور سنگھ جیسے مصاحب۔ وشوا ناتھ جیسے صلاح کار اور لکھشمی چند دربار دار ہوں وہاں خدا ہی حافظ ہے۔ ابھی بہت سے نام رہ گئے جن کا ذکر آئندہ مقالہ میں کیا جائیگا۔

۹۷ فیصدی آبادی کے حقوق کی پامالی

پونچھ میں ۹۷ فیصدی مسلم آبادی ہے۔ اور مدت دراز سے ظلم کی تختہ مشق بنی ہوئی ہے۔ جب سے پونچھ کی ریذیڈنسی اٹھ گئی۔ مسلمان افسروں کا خاتمہ ہو گیا۔ اس وقت سے یہ حالت ہے۔ کہ وزیر ہندو۔ چیف جج ہندو۔ چیف ریونیو افسر ہندو۔ چیف فارسٹ افسر ہندو۔ چیف میڈیکل افسر ہندو۔ چیف انجینیر ہندو۔ سپرنٹنڈنٹ کسٹم ہندو۔ اکاؤنٹنٹ افسر ہندو۔ جنرل کمانڈنگ افسر ہندو۔ راجہ صاحب کے دونوں اے ڈی سی ہندو۔ ایک سپرنٹنڈنٹ پولیس مسلمان ضرور ہے۔ وہ حال ہی میں پنشن پر جانے والا ہے ان کی جگہ کے لئے ایک ہندو تیار بیٹھا ہے چار تحصیلداروں میں سے تین تحصیلدار ہندو۔ راجہ صاحب کے دفتر کا تمام عملہ ہندو۔ وزارت کا تمام عملہ ہندو۔ غرض کہاں تک لکھوں۔ ہر ایک دفتر کا یہی حال ہے۔ پونچھ کے مسلمان پر جو گریجوایٹ اور اپنے کام میں ٹرینڈ ہو۔ ایک میٹرک پاس ہندو کو ترجیح دی جاتی ہے۔ طرفہ یہ کہ ہندو کو سٹرک الاؤنس تنخواہ کے علاوہ ملتا ہے۔ آبادی کے لحاظ سے مسلمان ۹۷ فیصدی اور ملازمت کے لحاظ سے ۳ فیصدی بھی نہیں۔ ہر ایک محکمہ کے اعداد و شمار سے صرف تناسب کا ہی پتہ نہ لگے گا۔ بلکہ تمام اصلیت آئینہ کی طرح صاف ظاہر ہو جائیگی۔ تمام محکموں میں یہ حال ہے۔ کہ افسر انچارج کم تعلیم یافتہ۔ اَن ٹرینڈ۔ اپنے کام سے ناواقف اکثر تو اتنی عمر کے ہو گئے۔ کہ انہیں کئی سال پیشتر پنشن پر چلا جانا چاہیئے تھا۔ ان کے ماتحت اعلیٰ تعلیم یافتہ اور ٹرینڈ جن کے سپرد کوئی کام نہیں۔ نہ بیکار بوڑھوں کو علیحدہ کیا جاتا ہے اور نہ ٹرینڈ نوجوانوں سے کام لیا جاتا ہے۔

کوئی فریاد رسی نہیں کرتا

ملازمتوں کے علاوہ بیگار۔ جنگلات۔ کسٹم۔ مال۔ شکار گاہ۔ جوڈیشل۔ نوتوڑ خالصہ۔ ترنی یعنی گھاس چرائی کے مظالم اور شفا خانہ۔ تعلیم۔ سٹرک۔ تانگہ۔ پل ہا وغیرہ کی تکالیف کے بیان سے زبان قاصر اور قلم عاجز ہے۔ ان سب کے علاوہ رشوت ستانی اس قدر عام ہے کہ کوئی شخص باز پرس کرنے والا نہیں ہے۔ جب اعلیٰ حکام تک اس کے عادی ہوں۔ تو چھوٹے اہلکاروں کا کیا ذکر۔ اس لعنت کی طرف زبانی اور تحریری توجہ دلانے اور راجہ صاحب اور وزیر صاحب کے سامنے درخواستیں پیش کرنے کے باوجود کوئی پروا نہیں کی جاتی۔

اب وہ وقت آگیا ہے۔ کہ پونچھ کے مظالم طشت از بام کئے جائیں اور تمام قلعی کھول دی جائے۔ راجہ صاحب پونچھ اس خیال سے مطمئن نہ رہیں کہ وہاں کے چند سربرآوردہ مسلمانوں کو لالچ دے کر قابو میں کر لیا تو ساڑھے تین لاکھ چین سے بیٹھے رہیں گے۔ کیا اس سے تمام مسلمانوں کی تکلیفیں رفع ہو جائینگی۔ آپ نے ان لوگوں کے منہ بیشک بند کر دیئے مگر لاکھوں بے زبانوں کی فریاد اگر آپ تک نہیں پہنچی تو مالک حقیقی اور بادشاہ دو جہاں کے دروازہ پر تو جا کر ٹکراتی ہے۔

ایک کمیشن مقرر کیا جائے

جس حالت میں کہ پونچھ گورنمنٹ جموں و کشمیر کے ماتحت ہے اور یہ علاقہ ایک جاگیر متصور ہوتا ہے تو پھر اس تمام ابتری کی ذمہ واری گورنمنٹ جموں و کشمیر پر عائد ہوتی ہے۔ سری حضور مہاراجہ بہادر سے درخواست ہے۔ کہ وہ پونچھ کے مظالم ۔ مطالبات اور حکومت کی ابتری کے متعلق تحقیقات کرنے کے لئے تین شخصوں کا ایک کمیشن مقرر فرمائیں۔ جس میں ایک انگریز۔ ایک مسلمان اور ایک ہندو ہو۔ تینوں افسر غیر جانبدار ہونے چاہئیں یعنی اگر وہ لوگ۔ مہاراجہ بہادر کی گورنمنٹ کے آدمی ہوں۔ تو زیادہ بہتر ہے۔ یہ کمیشن تمام و کمال تحقیقات کر کے اپنی رپورٹ مہاراجہ بہادر کے حضور میں پیش کرے۔ اگر رعایائے پونچھ کی تمام تکالیف و مصائب اور حکومت کی ابتری صحیح ثابت ہو تو یا تو اس علاقہ میں پیشتر کی طرح ریزیڈنسی قائم کر دی جائے یا علاقہ پونچھ کو کشمیر کا ایک ضلع بنا دیا جائے۔ تاکہ جو جدید اصلاحات کشمیر کو ملیں ان سے یہ علاقہ محروم نہ رہے۔ اس علاقہ کی تمام آمدنی غیر ضروری عمارتوں۔ بیکار محکموں اور متفرق اخراجات میں صرف ہوتی ہے اس کا کوئی حصہ رعایا کے مفاد۔ سہولت یا بہبود میں خرچ نہیں کیا جاتا۔ اس صورت سے کہ پونچھ کو کشمیر کا ایک ضلع بنا دیا جائے۔ کافی بچت ہو سکتی ہے۔ جس سے رفاہ عام اور ملک کو ترقی دینے والے سینکڑوں کام نکل سکتے ہیں۔

اب تمام مسلمانان پونچھ کی آنکھیں مہاراجہ بہادر کی طرف لگی ہوئی ہیں اور وہ آس لگائے بیٹھے ہیں کہ ان مظلوم و بے کس لوگوں کی جن کا سہارا دنیا میں سوائے آپ کے کوئی نہیں شنوائی ہوتی ہے یا نہیں۔

اسلامی انجمنوں سے استدعا

آل انڈیا کشمیر کمیٹی۔ مسلم انجمنوں اور کانفرنسوں کی خدمت میں استدعا ہے۔ کہ مسلمانان پونچھ کے درد کی دوا سوائے اس کے اور کوئی نہیں کہ پونچھ کو کشمیر کا ایک ضلع بنا دیا جائے۔ کشمیر کے مظالم رفع کرانے کی غرض سے پونچھ کے مسلمان ان کی داستان غم سن کر ہمدردی کا اظہار کر رہے ہیں مگر ان کے درد کی داستان کشمیریوں کی داستان کے مقابلہ میں کہیں زیادہ دردانگیز اور الم ناک ہے۔ جس کے سننے کی آپ کو تاب نہیں۔ خدا کے لئے۔ رسول کے لئے ان ساڑھے تین لاکھ نفوس کے لئے بھی کچھ کرو۔ وہ یہ نہیں کہتے کہ ان کے لئے جیل میں جاؤ۔ وہ یہ نہیں کہتے کہ ان کو چندہ دو وہ یہ نہیں کہتے کہ ان کے لئے جتھے روانہ کرو۔ ان کی صرف اتنی خواہش ہے کہ آپ جابجا جلسے منعقد کر کے اس امر کے لئے قرار دادیں پاس کریں کہ مہاراجہ بہادر مذکورہ بالا کمیشن بہت جلد مقرر کر کے پونچھ روانہ فرمائیں جس کی رپورٹ کے بعد پونچھ کو کشمیر کا ایک ضلع بنا دیا جائے۔ مہاراجہ بہادر کے زیر فرمان پونچھ کی بہ نسبت بہت زیادہ مراحم کیلئے آئندہ کے لئے نہایت قوی امید ہے۔ کہ ان میں بیش از بیش اضافہ ہوگا۔ اضافہ نہ ہونے کی صورت میں بھی ع

از دوزخیاں پرس کہ اعراف بہشت است

امید ہے کہ ہندوستان کا کوئی ادارہ یا جریدہ مسلم یا غیر مسلم اس زبانی ہمدردی کے اظہار سے دریغ نہ کرے گا۔ اور یہ اپیل صدا بصحرا ثابت نہ ہو گی

جہاں تک اندازہ لگایا گیا ہے پونچھ کے مسلمان مہاراجہ بہادر کی طرف نہایت سچے دل سے رجوع کر رہے ہیں اور مہاراجہ بہادر کی صدا پر لبیک کہنے کے لئے گوش بر آواز ہیں۔ یقین ہے کہ مہاراجہ بہادر باوجود بے انتہا مصروفیت کے مسلمانان پونچھ کو اپنی التفات سے محروم نہ فرمائیں گے۔

(ایک واقف کار پونچھی حال وارد لاہور)

234

وصیتیں

نمبر ۳۵۷۱۔ میں مسماۃ علیمہ بیگم زوجہ سیٹھ غلام حسین کرم علی قوم خوجہ عمر ۱۶ سال ساکن حیدر آباد دکن بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۰ ۱۲/۳۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد اس وقت پندرہ صد روپیہ ۱۵۰۰/ کا زیور ہے اس کے ۱/۳ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں میرے مرنے کے وقت اگر کوئی جائداد اور ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۳ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس کے سوا اور کوئی جائداد اس وقت نہیں ہے۔

العبد۔ علیمہ بیگم۔ گواہ شد۔ عبدالرحیم نیر۔ گواہ شد۔ عبداللہ الہ دین۔

نمبر ۳۵۷۔ میں مسماۃ لیلہ بیگم زوجہ سیٹھ فاضل کرم علی صاحب قوم خوجہ عمر ۱۹ سال ساکن حیدر آباد دکن بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۰ ۱۲/۳۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری جائداد اس وقت پندرہ صد روپیہ ۱۵۰۰/ کا زیور ہے۔ اس کے ۱/۳ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے وقت اگر کوئی جائداد اور ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۳ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس کے سوا میری اور کوئی جائداد اس وقت نہیں ہے۔

العبد۔ لیلہ بیگم۔ گواہ شد۔ عبدالرحیم نیر۔ گواہ شد عبداللہ الہ دین۔

نمبر ۳۵۵۶۔ میں ڈاکٹر فیروز الدین ولد ڈاکٹر لعل الدین قوم شیخ عمر ۲۷ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۲ء ساکنہ ہوشیارپور شہر بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۸ ۹/۳۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد مبلغ ۷۵/ روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میرا ترکہ جسقدر ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ۸ ۹/۳۱

العبد فیروز الدین احمد۔ آئی۔ ڈی حال ملازم انڈین ملٹری ہسپتال مالاکنڈ سر حد حال وارد نوشہرہ چھاؤنی۔ گواہ شد۔ بابو محمد شفیع انچارج ہیڈ کلرک نوشہرہ چھاؤنی ۹/۱۹ گواہ شد شیخ احمد اللہ احمدی ہیڈ کلرک کنٹونمنٹ بورڈ نوشہرہ ۱۹ ۹/۳۱

نمبر ۳۵۸۸۔ میں بلال احمد عرف علی بخش ولد بدر بخش قوم راجپوت عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۱ء سکنہ سٹروعہ ڈاکخانہ خاص ضلع ہوشیارپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۲۸ ۱۲/۳۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد موجودہ تعدادی ۹ گھماؤں ہے حصہ تہائی تعدادی تین گھماؤں مکان کچی پختہ ایک حویلی سفید تو ڈمیں سے تہائی کے واقعہ موضع سٹروعہ ۱/۸ حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ اور میں اس وقت ملازم ہوں تنخواہ ۔/۶ روپیہ ماہوار ہے اس میں سے ۱/۸ حصہ وصیت کرتا ہوں۔ کیونکہ میرا گزارہ صرف زمین پر نہیں ہے۔ اور اگر اس سے بعد میں کوئی اور جائداد پیدا کروں۔ تو اس کے ۱/۸ حصہ کی بابت وصیت کرتا ہوں۔

العبد۔ چوہدری بلال احمد عرف علی بخش ولد بدر بخش راجپوت سٹروعہ۔ گواہ شد۔ غلام جیلانی ولد فتح محمد خان سکنہ بسیرم پور تحصیل گڑھ شنکر۔ ضلع ہوشیارپور۔ گواہ شد۔ چوہدری ججو خان امیر جماعت احمدیہ سٹروعہ

نمبر ۳۵۹۰۔ میں سکینہ خانم بنت چوہدری صادق علی صاحب تحصیلدار قوم جٹ وڑائچ عمر ۲۶ سال تاریخ بیعت پیدائشی سکنہ ہیل پور ڈاکخانہ جلال پور جٹاں۔ ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۲۹ ۱۲/۳۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری موجودہ جائداد حق مہر مبلغ ایک ہزار نیز زیور قیمتی اڑھائی صد روپیہ ہے۔ میں اس کے ۱/۸ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میرے مرنے پر کوئی اور جائداد اس کے علاوہ ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۸ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ جو حصہ جائداد اپنی زندگی میں ادا کر کے رسید حاصل کر لوں گی وہ اس سے مجرا لی جائیگی۔ لہذا یہ چند سطور بطور سند تحریر کر دیتی ہوں۔

العبد۔ سکینہ خانم۔ گواہ شد۔ علی اکبر بقلم خود گواہ شد محمد اشرف بقلم خود

نمبر ۳۵۹۱۔ میں سردار شاہ ولد محمد فاضل شاہ قوم سید عمر ۳۱ سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۱۴ء سکنہ چک عبدالخالق۔ ضلع جہلم۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۲۹ ۱۲/۳۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں

میری جائداد غیر منقولہ تقریباً ۲۰ بیگہ زمین ہے۔ جسکی قیمت اندازاً میرے نزدیک ۔/۵۰ روپیہ فی بیگہ ہے۔ علاوہ اسکے میرے پاس دو مکان خام ہیں۔ جنکی قیمت تقریباً چھ صد روپیہ ہے۔ میں اس غیر منقولہ جائداد کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز میرا گزارہ ملازمت کی آمد پر بھی ہے۔ جو اس وقت ۔/۵۰ روپیہ ماہوار ہے۔ میں اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میرے مرنے کے وقت اگر اس کے علاوہ بھی میری کوئی اور جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اپنی زندگی میں جسقدر حصہ جائداد ادا کر کے رسید حاصل کروں گا۔ وہ اس میں سے مجرا لے لیا جائیگا۔

العبد۔ سردار شاہ بقلم خود احمدی جونیئر انگلش ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول خوشاب۔ گواہ شد۔ چوہدری غلام محمد۔ ایم۔ اے۔ سکنہ گگرالی ضلع گجرات۔ گواہ شد سعد الدین احمدی بی۔ اے۔ بی۔ ٹی سینیئر ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول جہلم

نمبر ۳۵۹۲۔ میں ولایت بی بی بیوہ جلال الدین قوم قریشی عمر ۷۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۱ء ساکن ماہل پور تحصیل گڑھ شنکر۔ ضلع ہوشیارپور۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۲۹ ۱۲/۳۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میرے مرنے کیوقت جسقدر میری جائداد ہوگی۔ اس کے ۱/۳ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد وصیت کی مد میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کے خزانہ میں داخل کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ زیور قیمتی ۴۳ روپیہ پارچات قیمتی ۱۲ روپیہ ہے۔ اس کے علاوہ میری کوئی جائداد نہیں۔ سوائے مالیہ کی جائداد کے۔

العبد۔ ولایت بی بی مذکورہ۔ گواہ شد۔ سید محمد حسین شاہ صاحب گرداور قانون گوئی۔ جگراواں۔ ضلع لدھیانہ۔ گواہ شد۔ منظور حسین سب انسپکٹر ایکسائز ماچھیواڑہ۔ لدھیانہ

نمبر ۳۵۹۳۔ میں ہدایت اللہ ولد میاں خان قوم اعوان عمر ۵۲ سال۔ تاریخ بیعت ۱۹۰۳ء ساکن خوشاب ضلع شاہ پور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج مورخہ ۳۰ ۱۲/۳۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت جائداد صرف ایک مکان پختہ و خام ایک منزلہ قیمتی تخمیناً ۔/۱۵۰۰ روپیہ واقعہ محلہ عالم شاہ در قصبہ خوشاب ہے۔ لیکن میرا گزارہ اس جائداد پر نہیں ہے۔ بلکہ ماہواری پنشن ۔/۲۵ روپے ماہوار ہے۔ یا کچھ آمدنی تجارت کا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمدنی ہر قسم کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں داخل کروں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ فقط ۳۰ ۱۲/۳۱

العبد ہدایت اللہ موصی مذکور۔ گواہ شد۔ گل محمد خان مشلخوان پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ خوشاب

گواہ شد۔ شیر بہادر خان گرداور قانون گوئی جلو سٹہ تحصیل سرگودھا متوطن موضع دھو کرتی۔ تحصیل خوشاب

نمبر ۳۵۹۵۔ میں سید شاہ نواز ولد سید رمضان علی

قوم سید بخاری عمر ۲۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۶ء سکنہ کرڑ ضلع انبالہ بقائمی ہوش و حواس

بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۲/۳/۳۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری آمدنی ماہوار بیشہ طبابت اندازاً مبلغ عـــہ روپیہ ماہوار ہے۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ مبلغ -/۳ روپیہ ماہوار داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میری اس وقت کل جائداد اندازاً قیمتی مبلغ للعـــہ روپیہ حسب ذیل ہے۔

نقد للعـــہ روپیہ۔ مکان سکنی مالیتی قیمتی ۱۹۰۰ روپیہ اراضی زرعی چار بیگھہ قیمتی -/۴۰۰ ہے۔ مکان سکنی جو میرے پاس رہن ہے۔ زر رہن ۶۵۰ روپیہ اراضی زرعی جس میں باغیچہ نصف بیگھہ ۱۸ بسوہ قیمتی ۱۲۵ روپیہ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی وصیت کرتا ہوں جس کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ اس کے علاوہ میرے انتقال کے بعد اگر اور جائداد ثابت ہو۔ تو اس کی بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کچھ روپیہ قیمت جائداد کے منجملہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان داخل کر کے رسید حاصل کروں۔ تو وہ حصہ وصیت سے منہا کر دی جائیگی۔

العبد:- شاہ نواز بقلم خود۔ گواہ شد:- عبد الغنی خان پنشنر افسر فراش خانہ پٹیالہ بقلم خود۔ گواہ شد:- سید گلزار احمد خلف حکیم سید شاہ نواز صاحب متعلم طبیہ کالج شاہدرہ ضلع لاہور

ایک مدرس کی ضرورت

مدرسہ احمدیہ قادیان کے لئے ایک ٹیچر کی ضرورت ہے۔ جو کم از کم B. A. یا F. A. J. T. کی لیاقت کا ہو۔ اور خصوصیت سے حساب۔ تاریخ جغرافیہ اور سائنس مڈل تک پڑھا سکے۔ موجودہ گریڈ ۵۵-۳-۷۰ ہے۔ درخواست معہ Testimonial بنام ناظر صاحب تعلیم و تربیت قادیان آنی چاہئے۔ تعلیمی تجربہ والے احباب کو ترجیح دی جائیگی۔ جلد درخواستیں آنی چاہئیں۔ خاکسار فقیر محمد پریزیڈنٹ کمیشن دفاتر

گریجوایٹس کی ضرورت

بعض محکموں میں بعض گریجوایٹس کی ضرورت نکلنے والی ہے۔ اور نہایت اچھے پراسپکٹس ہیں۔ جو گریجوایٹس بی اے یا ایم۔ اے سی۔ ل۔ اور ان کی عمر ۲۴ سال سے زیادہ نہ ہو۔ وہ دفتر ہذا سے خط و کتابت کریں۔ نامناسب قابلیت کے لوگوں سے درخواستیں منگوائی جائیں۔

ناظر امور عامہ۔ قادیان

احمدیہ ڈائرکٹری چھپ گئی

احمدیہ ڈائرکٹری چھپ گئی ہے۔ جس کی قیمت ۳ روپیہ ہے۔ احباب مینیجر صاحب بکڈپو سے منگا کر فائدہ اٹھائیں۔ اور باہمی تعاون کر کے جس کے لئے ڈائرکٹری تیار کی گئی ہے۔ تجارتی اور دوسرے کاروباری امور میں اس سے مدد لیں

ناظر امور عامہ قادیان

حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان مبارک میں تو موتی سرمہ ہی مقبول ہے

لہٰذا آپ کو بھی یہ بہترین موتی سرمہ ہی استعمال کرنا چاہیئے

حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم اے تحریر فرماتے ہیں کہ "میں اس بات کے اظہار میں خوشی محسوس کرتا ہوں کہ میں نے آپ کے موتی سرمہ کو استعمال کر کے اسے بہت مفید پایا، گذشتہ دنوں مجھے یہ تکلیف ہو گئی تھی کہ زیادہ مطالعہ سے آنکھوں میں درد ہونے لگتا تھا، اور دماغ میں بوجھ رہنے کے علاوہ آنکھوں میں کچھ سرخی بھی رہتی تھی، ان ایام میں میں نے جب بھی آپ کا موتی سرمہ استعمال کیا، مجھے یقینی طور پر فائدہ ہوا"

یہ موتی سرمہ ضعف بصر، ککرے، جلن، جالا، پھولا، خارش چشم، پانی بہنا، دھند، غبار، پڑبال، ناخونہ، گوہانجنی، رتوند، ابتدائی موتیابند وغیرہ، غرضیکہ یہ موتی سرمہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے، جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھینگے، وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائیں گے۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے محصولڈاک علاوہ

اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

دل میں نئی امنگ، اعضا میں نئی ترنگ، دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا، کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور بنانا، بوڑھے کو جوان اور جوان کو نوجوان بنانا اس اکسیر کا ادنیٰ کرشمہ ہے، آپ اکسیر البدن استعمال کر کے اپنے اندر طاقت کا بھاری ذخیرہ جمع کر سکتے ہیں۔ قیمت ایک ماہ کی خوراک صرف پانچ روپے محصولڈاک علاوہ،

حکیم صاحبان تو اکسیر البدن کی ہی تعریف کرتے ہیں:- جناب مولانا حکیم قطب الدین صاحب جو قادیان میں سب سے پرانے اور تجربہ کار حکیم ہیں، وہ اکسیر البدن کے متعلق اپنا تجربہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ " مجھے کمر درد کی سخت شکایت تھی، یہانتک کہ اٹھنے بیٹھنے سے بھی سخت لاچار تھا، آپکی دوا اکسیر البدن کے استعمال کے بعد میری صحت بہت اچھی ہو گئی، واقعی یہ دوا مقوی اعصاب، مقوی دماغ اور مقوی جسم و باہ ہے"

ملنے کا پتہ:- مینیجر نور اینڈ سنز، نور بلڈنگ، قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

نئی ایجاد

ایک نہایت مجرب دوائی اکسیر تسہیل ولادت مستورات کے لئے خدا تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ بلا تامل منگاؤ۔ اور اس کے خداداد اثر کا مشاہدہ کرو۔ کہ کس طرح ولادت کی نازک اور مشکل گھڑیاں بفضل خدا آسان ہو جاتی ہیں

قیمت معہ محصول ڈاک ؏

ملنے کا پتہ

مینیجر شفاخانہ لیڈیز سلانوالی ضلع سرگودہا

محافظ اٹھرا گولیاں رجسٹرڈ

اٹھرا کیا ہے؟

جن کے بچے چھوٹی سی عمر میں فوت ہو جاتے ہیں۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہوں۔ یا حمل گر جاتا ہو۔ عوام اسے اٹھرا اور اطبا اسقاط حمل کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے سیدنا حضرت نور الدین اعظم شاہی طبیب کی ایجاد کردہ معمول اور ہزارہا لوگوں کی مجرب آزمودہ گذشتہ نصف صدی سے زیر استعمال ہے۔

محافظ اٹھرا گولیاں

اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ ان سے ہزارہا اجڑے ہوئے گھر آباد بے چراغ گھر روشن اور صدمہ خوردہ دکھی اور مایوس دل تسکین اور راحت حاصل کر چکے ہیں۔ ان اکسیر صفت مقبول عام تیر بہدف گولیوں کے استعمال سے بچہ خوبصورت۔ ذہین۔ تندرست اٹھرا کے تمام اثرات سے بچا ہوا۔ عمر طبعی کو پہنچنے والا اور صحیح و سلامت پیدا ہوگا یہ گولیاں کیا ہیں قدرت خدا کا زندہ کرشمہ ہیں۔ آزمائش شرط ہے۔ مشک آنست کہ خود ببوید قیمت فی تولہ ؏ مکمل خوراک (گیارہ تولہ) یکمشت منگوانے والے سے ایک روپیہ فی تولہ علاوہ محصولڈاک لیا جائیگا۔ استعمال شروع حمل سے اخیر رضاعت

عبد الرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

۲۶ مارچ کو پارلیمنٹ میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے وزیر ہند نے کہا۔ کہ مقدمہ سازش میرٹھ کے فیصلہ میں تاخیر کا باعث خود ملزم ہیں۔ جو کوئی نہ کوئی بہانہ پیش کر کے وقت ضائع کر رہے ہیں۔ آپ نے امید ظاہر کی۔ کہ آئندہ ایک دو ماہ میں فیصلہ ہو جائیگا۔

ناظرین کو یاد ہوگا۔ گذشتہ سال پنجاب یونیورسٹی کے امتحانات کے بعض پرچے چوری ہو گئے تھے۔ اس سلسلہ میں رہتک کالج کے ایک مسلمان پروفیسر۔ ایک مسلم بکنگ کلرک۔ ایک مسلم سکول ماسٹر اور ایک ہندو طالب علم ماخوذ تھے۔ پروفیسر صاحب سرکاری گواہ بن گئے۔ بکنگ کلرک کو پندرہ ماہ قید سخت اور پانصد روپیہ جرمانہ۔ ماسٹر مذکور کو دو سال قید سخت اور ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا کا حکم سنایا گیا ہے۔ ہندو طالب علم کو صغر سنی کے بہانہ سے رہا کر دیا گیا ہے۔

۲۶ مارچ کو دہلی یونیورسٹی ہال میں انڈین چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری کی فیڈریشن کا سالانہ اجلاس مسٹر جمال محمد کی صدارت میں منعقد ہوا۔ خلاف دستور سابق اس مرتبہ کوئی سرکاری عہدیدار اس میں شامل نہ ہوا۔ حالانکہ اس سے قبل وہ باقاعدہ تجاویز بھی پیش کرتے رہے ہیں۔ ہندوستان سے سونے کی برآمد پر پابندی عائد کرنے پر بہت زور دیا گیا۔

۲۷ مارچ کو مختلف شہروں میں کانگرس کے پروگرام کے ماتحت قومی جھنڈے کی سلامی کی تقریب تھی۔ جس کے سلسلہ میں پولیس نے لاہور۔ بمبئی۔ الہ آباد اور دیگر شہروں میں بہت سی گرفتاریاں کیں۔ صرف بمبئی میں ایک سو سے زیادہ گرفتاریاں عمل میں آئیں۔

شنگھائی سے ۲۷ مارچ کی خبر ہے کہ جنگ کو ختم کرنے کے لئے چین و جاپان میں صلح کی مساعی کرانے کی کوششیں ناکام ثابت ہوئی ہیں۔ جاپان نے صلح کے لئے جو شرائط پیش کی تھیں۔ چین نے انہیں ماننے سے انکار کر دیا ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں۔ کہ جنگ کا امکان تاحال موجود ہے۔ اور معلوم نہیں کب لڑائی شروع ہو جائے گی۔

معلوم ہوا ہے کہ ریاست جموں و کشمیر نے ضلع میرپور وریاسی میں بھی ایکٹ اسلحہ کا نفاذ کر دیا ہے۔ لیکن یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اس کے معنی صرف یہ ہیں۔ کہ مسلمان ہتھیار نہ رکھ سکیں۔ وگرنہ ہندو راجپوتوں کے لئے کوئی پابندی نہیں۔

دہلی سے ۲۶ مارچ کی خبر ہے کہ مسلم کانفرنس لاہور سے پیدا شدہ حالات پر غور کرنے کے لئے اسمبلی کے ہندو ممبروں نے ایک کانفرنس کا انتظام کیا ہے

۲۶ مارچ کو لاہور میں سکھ ایجوکیشنل کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں متفقہ طور پر پاس کیا گیا۔ کہ خالصہ کالج امرتسر کو سکھ یونیورسٹی میں تبدیل کیا جائے۔

۲۵ مارچ کو نارتھ ویسٹرن ریلوے کی مشاورتی کمیٹی کا ایک اجلاس لاہور میں منعقد ہوا۔ ایک تجویز پیش ہوئی۔ کہ آئندہ گاڑیوں کو اس طرح بنا دیا جائے۔ کہ مسافر گرد و غبار سے محفوظ رہ سکیں۔ یہ تجویز منظور ہو گئی۔ اور صاحب صدر نے اعلان کیا۔ کہ بہت جلد اس قسم کی گاڑیاں تجربتاً بنائی جائیں گی۔

صوبہ برار کی پراونشل فرنچائز کمیٹی نے مسلمانوں کے لئے ایک سو دس میں سے صرف پانچ نشستوں کی سفارش کی ہے۔ حالانکہ اچھوتوں کو گیارہ دی گئی ہیں۔

۲۴ مارچ کو سٹی مجسٹریٹ دہلی نے عطاء اللہ بخاری کو دو مقدمات میں ایک ایک سال قید سخت اور اڑھائی صد روپیہ جرمانہ یا مزید چھ ماہ قید کی سزا کا حکم سنایا۔ دونوں سزائیں ایک ساتھ شروع ہوں گی۔

۲۴ مارچ کو اسمبلی کے اجلاس میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے ہوم ممبر نے کہا۔ کہ سول نافرمانی کی موجودہ تحریک میں پولیس کے فائروں سے مدراس میں ۲۔ بمبئی میں ۲ صوبجات متحدہ میں ۷۔ بہار میں ۷ اور صوبہ سرحد میں ۱۵ اشخاص ہلاک ہوئے۔

مسرودنٹس آف اسلام ایسوسی ایشن مدراس کی کونسل نے ایک اجلاس میں جمیعۃ العلماء دہلی کی سرگرمیوں کی مذمت کی قرارداد منظور کی ہے۔ اور مسلمانوں سے درخواست کی ہے کہ مفتی کفایت اللہ اور مولوی احمد سعید کے پروپیگنڈا سے ہرگز گمراہ نہ ہوں۔

مدراس سے ۲۵ مارچ کی خبر ہے کہ صبح ساڑھے سات بجے مہاراجہ صاحب ریاست کوچین اپنی قیام گاہ پر فوت ہو گئے۔

۲۴ مارچ کو برطانوی دارالامرا میں اعلان کیا گیا ہے کہ عنقریب ایک ایسا کمیشن مقرر کیا جائیگا۔ جو کینیا میں دیسی باشندوں کے مطالبات پر غور و خوض کرنے کے علاوہ اراضی کے مسائل کی بھی تفتیش کریگا۔

۲۵ مارچ کو لاہور پولیس نے ایک قریبی گاؤں پر چھاپہ مارا اور جعلی سکوں کی ایک کثیر مقدار کے علاوہ سکہ سازی کا مکمل سامان بھی برآمد کیا۔

بنارس سے ۲۶ مارچ کی اطلاع ہے کہ فرنچائز کمیٹی کے صدر لارڈ لوتھین نے پنڈت مالویہ کو کمیٹی مذکور میں اپنے خیالات پیش کرنے کی دعوت دی تھی۔ لیکن مالوی جی نے لکھا ہے کہ جب تک آرڈیننس واپس نہ لئے جائیں۔ اور سختی کی پالیسی ترک نہ کی جائے۔ وہ ایسا نہیں کر سکتے۔

۲۸ مارچ کو پنجاب کونسل میں جب ضمنی مطالبات حکومت کی طرف سے پیش ہوئے۔ تو ایک ممبر نے اعتراض کیا۔ کہ حکومت اپنے اخراجات خواہ مخواہ بڑھا رہی ہے۔ کشمیر ایجی ٹیشن کے پانچ ہزار قیدی رکھنے کی پنجاب گورنمنٹ کو کیا ضرورت تھی۔ اس کے جواب میں فنانس ممبر نے کہا۔ کہ ریاست کے قیدیوں کو چند شرائط کے ماتحت پنجاب کے جیلوں میں رکھا گیا ہے اور ان کے اخراجات کا دو لاکھ روپیہ کابل ریاست کو بھیج دیا گیا ہے۔ حکومت نے جدید مقدمہ سازش لاہور کی سماعت کے لئے مقرر کردہ ٹریبونل کے لئے اخراجات کا مطالبہ کیا۔ تو اس پر بھی سخت اعتراض کیا گیا۔ اور کہا گیا۔ کہ عام عدالتوں سے بھی یہ کام لیا جا سکتا تھا۔ خواہ مخواہ اخراجات بڑھانے کی کیا ضرورت تھی۔ لیکن گورنمنٹ کی طرف سے جواب دیا گیا۔ کہ اس کے بغیر کام چلنا مشکل تھا۔ مطالبہ منظور ہو گیا۔

۲۸ مارچ کو وائسرائے ہند نے ریاستی نمائندوں کے سامنے دہلی میں ایک تقریر کی۔ جس میں آرڈیننسوں کے نفاذ کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے کہا۔ کہ یہ کارروائی میں نے مجبوراً اختیار کی ہے۔ تا ان عظیم الشان آئینی تبدیلیوں کی کارروائی کو ہم کامیابی کے ساتھ چلا سکیں۔ جو ہندوستان کے نظام حکومت میں بہت جلد ہونیوالی ہیں۔ حکومت نے اہم کانسٹی ٹیوشنل اصلاحات لانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اور اس وجہ سے میں نے تہیہ کر لیا ہے۔ کہ ہر حالت میں امن قائم رکھا جائیگا۔

الہ آباد سے ۲۸ مارچ کی خبر ہے کہ چند روز ہوئے بیکانیر میں ہندوؤں کے ایک مسجد کے سامنے باجہ بجانے کی وجہ سے ہندو مسلم فساد ہو گیا۔ جس میں بہت سے اشخاص زخمی ہوئے۔ فوج نے آ کر امن قائم کیا۔ اس وقت شہر میں مشین گنوں کا پہرہ ہے ملٹری شہر میں گشت لگا رہی ہے اور دفعہ ۱۴۴ نافذ ہے۔

ضلع پشاور کے ایک گاؤں پر اس وجہ سے سات سو روپیہ جرمانہ کیا گیا ہے کہ اس کے بعض لوگوں نے ایک خلاف قانون مجمع میں شرکت کی تھی۔

۲۸ مارچ دہلی میں سکھوں کا ایک جتھا مہاراجہ پٹیالہ کے خلاف نعرے لگاتا ہوا آ والیان ریاست کے چیمبر کی طرف وائسرائے کے سامنے اپنے معروضات پیش کرنے کے لئے جا رہا تھا۔ کہ گرفتار کر لیا گیا۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا